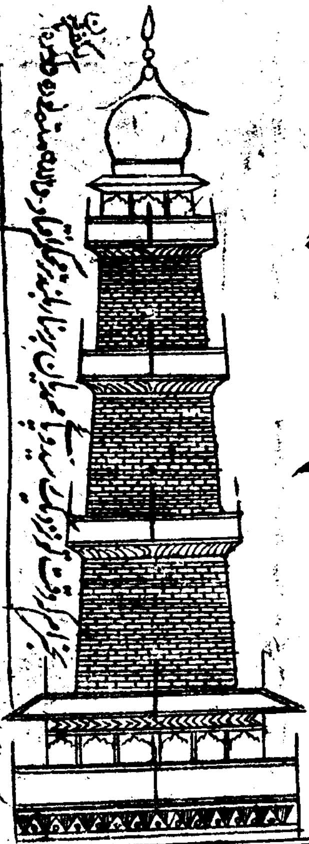
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

مجلہ اوی القریہ



الحکم

چہ گویم با تو گر آئی جہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے ۶ (۲) خواص و معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر سے (۳) غیر صاحب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۱۶ | دار الامان قادیان مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء مطابق ۴ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

مرأة الجہاد اور سرحد افغانستان

ناظرین الحکم! آپکو معلوم ہو چکا ہے کہ وزارت حسین صاحب احمدی نے ابھی ابھی ایک کتاب موسومہ بہ مرأة الجہاد شایع کی ہے۔ تم میں سے جن لوگوں نے اس کتاب کو مطالعہ کیا ہوگا وہ تو دیکھ چکے ہونگے کہ مصنف نے کسقدر عرق ریزی کی ہے، اور کس سطرح مسئلہ جہاد کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے، اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پالیٹیکل تعلقات کو یہ کتاب کیسی خوبی اور سادگی کے طریقہ سے ظاہر کرتی ہے کہ کسی اور طریقہ سے ممکن نہیں۔ مگر اسوقت ہم ریویو اور لکھنا نہیں چاہتے بلکہ پبلک پر صرف یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ مصنف سلمہ الرحمن نے اپنی تصنیف کے اصل مقصد کے مطابق سرحدی جرگوں کے دلوں سے مسئلہ جہاد کی غلط فہمیوں اور خونخواری کے مٹانے کیلئے کابلی سوداگروں میں اس کتاب کو تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے، جسکا اثر گورنمنٹ برطانیہ اور مسلمانوں کیلئے بہت اچھا ہوگا اور چونکہ یہ کتاب مخالفین اسلام کے مقابل میں لکھی گئی ہے اسلئے اسکا ایک خاص اثر ہوگا۔ مگر میری التجا یہ ہے کہ قوم و ملک اور گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہوں کو چاہئے کہ اس کام میں مصنف موصوف کا ہاتھ بٹائیں اور ضرور بٹائیں! ۳۳۶ صفحہ کی کتاب اور قیمت صرف ۸ ہے دفتر الحکم اور مصنف کے پاس موضع اورین ڈاکخانہ کجھرہ ضلع کرونگیر بنگال سے ملسکتی ہے۔

الملتجی ایک خیر خواہ۔

محکمہ بندوبست کیلئے خوشخبری

پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ! پٹوار گزٹ

اخبار پنجہ فولاد کے ناظرین کا ایک بڑا حصہ مال اور نہر سے متعلق ہے۔ محرران منشی، امین خلعیدار پٹواریان مال ورنہر۔ نائب تحصیلدار۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ تحصیلدار۔ افسران مال۔ ڈپٹی کلکٹر نہر سپرنٹنڈنٹ بندوبست غرض مال اور نہر کے ہر قسم کے عہدہ داروں تک اس اخبار کی رسائی ہے۔ پنجہ فولاد تاریخ اجرا سے لیکر ہمیشہ محکمہ مال اور نہر کا سچا ہمدرد ثابت ہو رہا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اخبار پنجہ فولاد جس پٹواری یا امین یا کسی اور بندوبستی غلام نے ایکدفعہ دیکھا ہے بغیر خریداری کے نہیں رہ سکا۔ اب محکمہ بندوبست کے ہمدردان اور عام خیر خواہوں کے اصرار سے ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ شروع ماہ جون سے اخبار پنجہ فولاد کے ہمراہ چار صفحوں کا ایک ضمیمہ بنام پٹوار گزٹ ہر ہفتہ شایع کیا جایا کرے۔ جسمین محکمہ مال اور نہر کی خبریں افسروں اور عام عہدہ داروں کے تغیر و تبدل۔ تنزلی و ترقی۔ موقوفی و بحالی۔ اور انعامات وغیرہ کے حالات معہ انتخاب پنجاب گورنمنٹ گزٹ شایع ہوا کریں۔ اور اس امر کی کوشش کیجائے۔ کہ پٹواریوں کی شبانہ روز محنت اور ہی تنخواہ کی تکلیف کی تنخواہ کی شکایت حکام بالا پر ظاہر کرکے ان کے حقوق پر توجہ دلائی جائے۔ اخبار کی سالانہ قیمت تین روپیہ ہے اور ہر پیشگی قیمت دینے والے کو چھ ناول مفت ملتے ہیں۔ پٹوار گزٹ کے جاری ہونے اور اخراجات کی زیادتی کیوجہ سے چاہئے تو یہ تھا کہ قیمت بڑھا دیجاتی یا کم از کم مقررہ قیمت میں بھی کمی نہ کیجاتی۔ مگر محض غریب پٹواریوں کے خاطر اخبار کی قیمت میں ۸ کی اور رعایت کر دیجاتی ہے۔ یعنے اگر آپ اخیر مئی سے پہلے پہلے درخواست بھیجدیں گے۔ تو ہم ۲ روپیہ لے جاوینگے۔ اور ناول بھی مفت نذر ہونگے۔ امید ہے کہ اہلکاران مال و نہر اس موقع سے فائدہ اٹھاکر باعث ترقی کا ہوگا۔ جو درحقیقت ان کی اپنی ترقی ہے۔

المشتہر
مینیجر اخبار پنجہ فولاد و پٹوار گزٹ نولکھا لاہور

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام آپکے اہل بیت۔ بزرگان ملت سب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور علیٰ قدر مراتب خدمت دین اور فرض تبلیغ میں مصروف ہیں۔

۲۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا امتحان انٹرنس میں ۳ طالب علم تھے اور تینوں پاس ہو گئے۔ امسال جبکہ ۳۲۰۰ طالب علموں میں سے ۳ طالب علموں کا پاس ہونا بتایا جاتا ہے یہ نتیجہ خاطر خواہ ہے۔

۴۔ ہفتہ زیر اشاعت کے الہامات و کشوف درج ذیل ہیں۔

۳۰۔ اپریل کو جو درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ رویا ہوا کہ میں رات کو اٹھا ہوں پہلے بشیر احمد شریف احمد ہیں پیچھے میں آگے جاتا ہوں کہ پہرے والوں کو دیکھوں تو میں کہتا ہوں۔ یا کوئی کہتا ہے۔ کہ اس کے آگے فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔

رویا۔ دیکھا کہ زلزلہ آیا ہے۔

۳ مئی ۱۹۰۵ء۔ مادمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی۔ فرمایا اس سے اشارہ ان اشتہارات کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ جو حال میں شایع ہو رہے ہیں۔ رویا۔ صبح کے وقت لکھا ہوا دکھایا گیا۔ ۵ نادر شاہ کہاں گیا۔

۹ مئی ۱۹۰۵ء (۱) لیستنبؤنک احق ہو قل ای

حضرت حجۃ اللہ کی تقریر جلسۃ الوداع کی تقریب پر

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

غرض

بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے یہان تک کہ جب دوزخی جہنم مین ڈالے جاوین گے تو اللہ تعالیٰ ان کو یہی فرماویگا کہ تمہارا یہ گناہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے بدظنی کی بعض لوگ اس قسم کے بھی ہین جو یہ سمجھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ خطا کارون کو معاف کر دیگا اور نیکو کارون کو عذاب کریگا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ پر بدظنی ہے اسلئے کہ اسکی صفت عدل کے خلاف کرتا ہے اور نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف مین اوس نے مقرر فرمائے ہین بالکل ضایع کر دینا اور بے سود ٹھہرانا ہے۔ پس یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے اس کو معمولی مرض نہ سمجھو بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرایم اور جرایم سے جہنم ملتا ہے۔ اور یہ صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدق کے کمالات کو حاصل کرنے کیلئے دعائین کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ مین کیا کیا کمالات تھے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اس چیز کی وجہ سے ہے جو اس کے دل کے اندر ہے اور حقیقت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو صدق دکھایا ہے اسکی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ مین جو شخص صدیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اسے ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کیلئے جہانتک ممکن ہے مجاہدہ کرے اور پھر جہانتک ہو سکے دعا کرے جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہین لیتا اور اسی رنگ مین رنگین نہین ہو جاتا وہ کمالات حاصل نہین ہو سکتے۔ ابوبکری فطرت کیا تھی؟ اسپر مفصل بحث اور کلام کا یہ موقع نہین کیونکہ بہت عرصہ اس کے بیان کیلئے درکار ہے مختصر طور پر مین ایک واقع بیان کرتا ہون کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار نبوت فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ابھی راستہ ہی مین تھے کہ ایک شخص انسے ملا۔ اس سے مکہ کے حالات پوچھے اور کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو اگر کوئی اہل وطن ملجاوے تو اس سے وطن کے حالات پوچھتا ہے اس نے کہا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعوے کیا ہے آپ نے سنتے ہی کہا اگر اس نے یہ دعوے کیا ہے تو بیشک وہ سچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر کسقدر حسن ظن تھا معجزے کی بھی ضرورت نہین سمجھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو اور جہان غیریت ہو اور وہ تسلی پانے کیلئے کہتا ہو۔

لیکن جسکو انکار ہی نہین ہے۔ اسکو معجزہ کی کیا ضرورت غرض حضرت ابوبکر صدیق راستہ ہی مین سنکر ایمان لے آئے اور جب مکہ پہونچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعوے کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہان درست ہے۔ اسپر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ گواہ رہین مین آپ کا پہلا مصدق ہون لیکن یہ صرف قول ہی قول نہ تھا بلکہ اپنے فعل کے ساتھ اسکو مطابق کر کے دکھایا اور ایسا مطابق کیا کہ اخیر دم تک اسے نبہایا اور بعد مرنے کے بھی ساتھ نہ چھوڑا

حقیقت مین اس امر کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ انسان کا قول اور فعل باہم ایک مطابقت رکھتے ہون اگر انمین مطابقت نہین تو کچھہ بھی نہین اسی اللہ تعالیٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم یعنے تم لوگون کو تو نیکی کا امر کرتے ہو۔ مگر اپنے آپ کو اس امر نیکی کا مخاطب نہین بناتے بلکہ بہول جاتے ہو۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا لم تقولون ما لا تفعلون مومن کو دورنگی اختیار نہین کرنی چاہئے۔ یہ بزدلی اور نفاق اس سے ہمیشہ دور ہوتا ہے ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست رکھو اور انمین مطابقت دکھاؤ۔ جب صحابہ نے اپنی زندگیون مین دکھایا تم بھی ان کے نقش قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے نمونے کو ہمیشہ سامنے رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زمانہ پر غور کرو جب ہر طرف سے قریش شرارت پر تلے ہوئے تھے اور کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا وہ زمانہ بڑے ابتلا ابتلا کا زمانہ تھا آج جسقدر تم بیٹھے ہوئے ہو اپنی اپنی جگہ سوچو کہ اگر اس قسم کا کوئی ابتلا آجاوے تو کون ہے جو ساتھہ دے۔ یا مثلاً گورنمنٹ ہی کیطرف سے یہ تفتیش شروع ہو کہ کس کس نے اس شخص کی بیعت کی ہے تو کتنے ہون گے جو دلیری کے ساتھ کہدین کہ ہم سابعین مین داخل ہین مین جانتا ہون کہ بعضون کے ہاتھہ پاؤن سن ہو جاوین انہین فوراً اپنی جایدادون اور رشتہ دارون کے خیالات آجاوین کہ ہمین یہ چھوڑنے پڑین گے مشکلات کے وقت ساتھہ دینا ہمیشہ کامل الایمان لوگون کا کام ہوتا ہے پس اس زمانہ مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ابتلا کا زمانہ تہا اور آپکے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے وہ حق رفاقت ادا کیا کہ اسکی نظیر دنیا مین پائی نہیں جاتی۔ یہ طاقت اور قوت بجز ایمان کے نہین آتی۔ جبتک عملی طور پر انسان ایمان کو اپنے اندر داخل نکرے کچھہ نہین بنتا بہانہ سازی اسوقت تک دور ہی نہین ہوتی۔ عملی طور پر جب آگ لگی ہوئی ہو تو ثابت قدم نکلنے والے تھوڑے ہی ہوتے مین حضرت مسیح کے حواری اس آخری گھڑی مین جو مصیبت کی گھڑی تھی ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بعض نے سامنے ہی لعنت بھی کر دی۔

حقیقت مین یہ بڑی عبرت کا مقام ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ایک وقت آیا تھا کہ مسلم نے ۱۸ ہزار آدمیون کے ساتھہ نماز پڑہی اور عہد کیا کسی نے آگر یزید کی خبر دی سب کے سب چھوڑ بھاگے۔ اس قسم کے واقعات ڈراتے ہین۔ اپنے ایمان کا وزن کرو عمل ایمان کا زیور ہے اگر عملی حالت درست نہین ہے تو حقیقت مین ایمان بھی نہین ہے۔ مومن حسین ہوتا ہے جیسے ایک خوبصورت کو معمولی اور ہلکا سا کڑا بھی پہنا دیا جاوے تو اسے زیادہ خوبصورت بنا دیتا ہے اسیطرح ایماندار کو عمل اور بھی خوبصورت دکھاتا ہے اور اگر بدعمل ہے تو کچھہ بھی نہین۔ حقیقی ایمان جب انسان کے اندر پیدا ہوتا ہے تو اعمال مین ایک لذت پیدا ہو جاتی ہے اسکی معرفت کی آنکھہ کھل جاتی ہے۔ وہ نماز پڑہتا ہے جو نماز پڑہنے کا حق ہے گناہون سے اسے بیزاری پیدا ہوتی ہے ناپاک مجلسون سے نفرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی عظمت اور جلال کے ظاہر کرنے کے واسطے اپنے دل مین ایک جوش اور تڑپ دیکھتا ہے وہی ایمان اسے مسیح کیطرح صلیب پر چڑہانے سے نہین روکتا وہ خدا کے لئے ہان خدا ہی کے لئے ابراہیم کی طرح آگ مین بھی پڑجانے پر راضی ہوتا ہے جب وہ اپنی رضا کو رضا الہی کے ماتحت کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ جو علیم بذات الصدور ہے اسکا محافظ اور نگران ہو جاتا ہے وہ صلیب پر سے بھی زندہ اتار لیتا ہے اور آگ مین سے بھی صحیح سلامت نکال لیتا ہے۔ ان عجائبات کو وہی دیکھتے ہین جو خدا تعالیٰ پر پورا ایمان لاتے ہین۔ غرض ابوبکر صدیق کا صدق اس آگ کے وقت ظاہر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا گو بعض کی رائے اخراج کی بھی تھی لیکن اصل مقصد قتل ہی تہا ایسی حالت مین حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے صدق و وفا کا وہ نمونہ دکہایا جو ابدالاباد کیلئے نمونہ رہیگا۔ اس مصیبت کی گھڑی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت صدیق کی فضیلت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے۔ دیکھو اگر وایسرائے ہند کسی شخص کو کسی خاص کام کیلئے انتخاب کرے تو وہ رائے بہتر اور صائب ہوگی یا ایک چوکیدار کی۔ ماننا پڑیگا کہ وایسرائے کا انتخاب بہرحال موزون اور مناسب ہوگا۔ کیونکہ جس حال مین سلطنت کی طرف سے وہ نائب السلطنت مقرر کیا گیا ہے تو اسکی وفاداری فراست اور تجربہ کاری پر سلطنت نے اعتماد کیا ہے تب زمام سلطنت اس کے ہاتہہ مین دی ہے۔ پھر اسکی صائب تدبیری اور معاملہ فہمی کو پس پشت ڈال کر ایک چوکیدار کے انتخاب اور رائے کو صحیح سمجھہ لیا جاوے یہ نامناسب امر ہے۔ اسی طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تہا اس وقت آپ کے پاس ۷۰-۷۰ کہ صحابہ موجود تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس ہی تھے مگر آپ نے ان سب مین سے حضرت ابوبکر ہی کو منتخب کیا۔ اسمین سر کیا ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھہ سے دیکھتا ہے اس کا فہم خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کشف اور الہام سے بتا دیا تھا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزون حضرت ابوبکر صدیق ہی ہین۔

باقی آیندہ

بقایا دار احباب توجہ کرین۔ وی پی جاری ہو رہے ہین

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

جسکے یہ معنے ہیں کہ ہم کو ان سالکین کا راستہ بتلا جنہوں نے ایسی راہیں اختیار کیں کہ جن سے اُن پر تیرا انعام وارد ہوا اور ان لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے لاپروائی سے سیدھی راہ پر قدم مارنے کے لئے کوشش نہ کی اور اس باعث سے تیری تائید سے محروم رہ کر گمراہ رہے یہ تین صداقتیں ہیں جن کی تفصیل یہہ ہے۔ کہ بنی آدم اپنے اقوال اور افعال اور اعمال اور نیات کی رو سے تین قسم کے ہوتے ہیں بعض سچے دل سے خدا کے طالب ہوتے ہیں اور صدق اور عاجزی سے خدا کیطرف رجوع کرتے ہیں پس خدا بھی اونکا طالب ہو جاتا ہے۔ اور رحمت اور انعام کے ساتھہ اُن پر رجوع کرتا ہے اس حالت کا نام انعام الٰہی ہے اسی کی طرف آیت ممدوحہ میں اشارہ فرمایا اور کہا صراط الذین انعمت علیہم یعنے وہ لوگ ایسا صفا اور سیدھا راستہ اختیار کرتے ہیں جس سے فیضان رحمت الٰہی کے مستحق ٹہر جاتے ہیں اور باعث اسکے کہ اُن میں اور خدا میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور بالکل رحمت الٰہی کے محاذی آپڑتے ہیں اس جہت سے انوار فیضان الٰہی اُن پر وارد ہوتے ہیں۔ دوسری قسم وہ لوگ ہیں کہ جو دیدہ و دانستہ مخالفت کا طریق اختیار کر لیتے ہیں اور دشمنوں کی طرح خدا سے مونہہ پھیر لیتے ہیں سو خدا بھی اُن سے مونہہ پھیر لیتا ہے اور رحمت کے ساتھہ اُن پر رجوع نہیں کرتا اس کا باعث یہی ہوتا ہے کہ وہ عداوت اور بیزاری اور غضب اور غیظ اور نارضامندی جو خدا کی نسبت انکے دلوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہے وہی اون میں اور خدا میں حجاب ہو جاتی ہے اس حالت کا نام غضب الٰہی ہے اسی کی طرف خدا تعالےٰ نے ارشاد فرما کر کہا غیر المغضوب علیہم۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو خدا سے لاپرواہ رہتے ہیں اور سعی اور کوشش سے اُسکو طلب نہیں کرتے خدا بھی اون کے ساتھہ لاپراہی کرتا ہے اور اون کو اپنا راستہ نہیں دکھلاتا کیونکہ وہ لوگ راستہ طلب کرنے میں آپ سستی کرتے ہیں اور اپنے تئیں اُس فیض کے لائق نہیں بناتے کہ جو خدا کے قانون قدیم میں محنت اور کوشش کرنیوالوں کے لئے مقرر ہے اس حالت کا نام اضلال الٰہی ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ خدا نے ان کو گمراہ کیا یعنے جبکہ اونہوں نے ہدایت پانے کے طریقوں کو بجد وجہد طلب نہ کیا تو خدا نے بھی بپابندی اپنے قانون قدیم کے اُن کو ہدایت بھی نہ دی اور اپنی تائید سے محروم رکھا اسی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ولا الضالین غرض ماحصل اور خلاصہ ان تینوں صداقتوں کا یہہ ہے کہ جیسے انسان کی خدا کے ساتھہ تین حالتیں ہیں ایسا ہی خدا بھی ہریک حالت کے موافق اونکے ساتھہ جدا جدا معاملہ کرتا ہے جو لوگ اوسپر راضی ہوتے ہیں اور دلی محبت اور صدق سے اسکے خواہان ہو جاتے ہیں خدا بھی انپر راضی ہو جاتا ہے اور اپنی رضامندی کے انوار اونپر نازل کرتا ہے اور جو لوگ اُس سے مونہہ پھیر لیتے ہیں اور عمداً مخالفت اختیار کرتے ہیں خدا بھی مخالف کی طرح اون سے معاملہ کرتا ہے اور جو لوگ اوسکی طلب میں سستی اور لاپروائی کرتے ہیں خدا بھی اون سے لاپروائی کرتا ہے اور اونکو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے غرض جس طرح آئینہ میں انسان کو وہی شکل نظر آتی ہے جو حقیقت میں شکل رکھتا ہے اسی طرح حضرت احدیت کہ جو ہریک کدورت سے مصفّیٰ اور پاک ہے محبت والوں کے ساتھہ محبت رکھتا ہے غضب والوں پر غضبناک ہے لاپروائی کے ساتھہ لاپروائی رکھنے والوں سے رک جاتا ہے اور جھکنے والوں کیطرف جھکتا ہے چاہنے والوں کو چاہتا ہے اور نفرت کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے اور جس طرح آئینہ کے سامنے جو انداز اپنا بناؤگے وہی انداز آئینہ میں بھی نظر آئیگا ایسا ہی خداوند تعالیٰ کے روبرو جس انداز سے کوئی چلتا ہے وہی انداز خدا کیطرف سے اُسکے لئے موجود ہے اور جن لباسوں کو بندہ اپنے لئے آپ اختیار کر لیتا ہے وہی تخم بویا ہوا اُسکا اوسکو دیا جاتا ہے جب انسان ہریک طرح کے حجابوں اور کدورتوں اور آلائشوں سے اپنے دلکو پاک کر لیتا ہے اور اُس سینہ اُسکے کا مواد ردیہ ماسوائے اللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے تو اوس کی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے مکان کا دروازہ جو آفتاب کی طرف ہے کھول دیتا ہے اور سورج کی کرنیں اُسکے گھر کے اندر چلی آتی ہیں لیکن جب بندہ ناراستی اور دروغ اور طرح طرح کی آلائشوں کو آپ اختیار کر لیتا ہے اور خدا کو حقیر چیز کیطرح خیال کر کے چھوڑ دیتا ہے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی روشنی کو ناپسند کر کے اور اوس سے بغض رکھکر اپنے گھر کے تمام دروازے بند کر دے تا ایسا نہ ہو کہ کسی طرف سے آفتاب کی شعاعیں اوسکے گھر کے اندر آجائیں۔ اور جب انسان بباعث جذبات نفسانی یا ننگ وناموس یا تقلید قوم وغیرہ طرح طرح کی غلطیوں اور آلائشوں میں گرفتار ہو اور سستی اور تکاسل اور لاپرواہی سے اون آلائشوں سے پاک ہونے کے لئے کچھ سعی اور کوشش نہ کرے تو اوسکی ایسی مثال ہوتی ہے جیسے کوئی اپنے گھر کے دروازوں کو بند پاوے اور تمام گھر میں اندھیرا بھرا ہوا دیکھے اور پھر اوٹھکر دروازوں کو نہ کھولے اور ہاتھہ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور دل میں یہ کہے کہ اب اسوقت کون اوٹھے اور کون اتنی تکلیف اوٹھاوے یہ تینوں مثالیں اون تینوں حالتوں کی ہیں جو انسان کے اپنے ہی فعل یا اپنی ہی سستی سے پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سے پہلی حالت کا نام حسب تصریح گذشتہ کے انعام الٰہی اور دوسری حالت کا نام غضب الٰہی۔ اور تیسری حالت کا نام اضلال الٰہی۔ ان تینوں صداقتوں سے بھی ہمارے مخالفین بے خبر ہیں کیونکہ برہمو سماج والوں کو اوس صداقت سے بالکل اطلاع نہیں ہے جسکے رو سے خدا تعالےٰ سرکش اور غضبناک بندوں کے ساتھہ غضبناک کا معاملہ کرتا ہے چنانچہ برہمو صاحبوں میں سے ایک صاحب نے اس بارہ میں انہیں دنوں میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس میں صاحب موصوف خدا کی کتابوں پر یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اون میں غضب کی صفت خدا تعالےٰ کیطرف کیونکر منسوب کی گئی ہے کیا خدا ہماری لغزشوں پر چڑتا ہے اب ظاہر ہے کہ اگر صاحب راقم کو اس صداقت کی کچھ بھی خبر ہوتی تو کیوں وہ ناحق اپنی اوقات ضائع کر کے ایک ایسا رسالہ چھپواتے جس سے اون کی کم فہمی ہریک پر کھل گئی ہے اور اون کو باوجود دعوی عقل کے یہ بات سمجھ نہ آئی کہ خدا کا غضب بندہ کی حالت کا ایک عکس ہے جب انسان کسی مخالفانہ شر سے محجوب ہو جائے اور خدا سے دوسری طرف مونہہ پھیر لے تو کیا وہ اس لائق رہ سکتا ہے کہ جو سچے محبوں اور صادقوں پر فیضان رحمت ہوتا ہے اوسپر بھی وہی فیضان رحمت ہو جائے ہرگز نہیں بلکہ خدا کا قانون قدیم جو ابتداء سے چلا آیا ہے جسکو ہمیشہ راستباز اور صادق آدمی تجربہ کرتے رہے ہیں اور اب بھی صحیح تجارب سے اوسکی سچائیوں کو مشاہدہ کرتے ہیں وہ یہی قانون ہے کہ جو شخص ظلمانی حجابوں سے نکلکر سیدہا خدا تعالےٰ کیطرف اپنے روح کا مونہہ پھیر کر اوسکے آستانہ پر گر پڑتا ہے اوسی پر فیضان رحمت خاصہ ایزدی کا ہوتا ہے اور جو شخص اس طریق کے برخلاف کوئی دوسرا طریق اختیار کر لیتا ہے تو بالضرور جو امر رحمت کے برخلاف ہے یعنی غضب الٰہی اوسپر وارد ہو جاتا ہے اور غضب کی اصل حقیقت یہی ہے کہ جب ایک شخص اوس طریق مستقیم کو چھوڑ دیتا ہے کہ جو قانون الٰہی میں افاضۂ رحمت الٰہی کا طریق ہے تو فیضان رحمت سے محروم رہ جاتا ہے اسی محرومی کی حالت کا نام غضب الٰہی ہے اور چونکہ انسان کی زندگی اور آرام اور راحت خدا کے فیض سے ہی ہے اس جہت سے جو لوگ فیضان رحمت کے طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ خدا کیطرف سے اسی جہان میں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ جن کے شامل حال رحمت الٰہی نہیں ہے ضرور ہے کہ انواع اقسام کے عذاب روحانی و بدنی اوسکی طرف مونہہ کریں اور چونکہ خدا کے قانون میں یہی انتظام مقرر ہے کہ رحمت خاصہ اونہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو رحمت کے طریق کو یعنی دعا اور توحید کو یاد کرتے ہیں اس باعث سے جو لوگ اس طریق کو چھوڑ دیتے ہیں وہ طرح طرح کی آفات میں گرفتار ہو جاتے ہیں اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاءکم۔ واللہ غنی عن العلمین یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے اگر تم دعا نکرو اور اوس کے فیضان کے خواہاں نہ ہو خدا کو تو کسی کی زندگی اور وجود کی حاجت نہیں وہ تو بے نیاز مطلق ہے اور آریہ سماج والے اور عیسائی بھی ان تینوں صداقتوں میں سے پہلے اور تیسری صداقت سے بےخبر ہیں کوئی اون میں سے یہ اعتراض کرتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے سب لوگوں کو کیوں ہدایت نہیں دیدیا اور کوئی یہ اعتراض کر رہا ہے کہ خدا میں صفت اضلال کیونکر پائی جاتی ہے جو لوگ خدا تعالےٰ کی ہدایت کی نسبت معترض ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ ہدایت الٰہی انہیں کے شامل حال ہوتی ہے کہ جو ہدایت پانے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اون راہوں پر چلتے ہیں جن راہوں پر چلنا فیضان رحمت کے لئے ضروری ہے اور جو لوگ اضلال الٰہی کی نسبت معترض ہیں اُنکو یہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالےٰ اپنے قواعد مقررہ کے ساتھہ ہریک انسان سے مناسب حال معاملہ کرتا ہے اور جو شخص سستی اور تکاسل سے اوسکے لئے کوشش کرنا چھوڑ دیتا ہے ایسے لوگوں کی بارے میں قدیم سے اوسکا یہی قاعدہ مقرر ہے کہ وہ اپنی تائید سے اونکو محروم رکھتا ہی اور اونہیں کو اپنی راہیں دکھلاتا ہے جو اون راہوں کے لئے بدل وجان سعی کرتے ہیں بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جو شخص نہایت لاپروائی سے سستی کر رہا ہے وہ ایسا ہی خدا کے فیض سے مستفیض ہو جائے جیسے وہ شخص کہ جو تمام عقل اور تمام زور اور تمام اخلاص سے اوسکو ڈھونڈھتا ہے اسی طرف ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور وہ یہ ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین ہم اُنکو بالضرور اپنی راہین دکہلا دیا کرتے ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ دس صداقتین جو سورۂ فاتحہ مین درج ہین کسقدر عالی اور بے نظیر صداقتین ہین جنکے دریافت کرنے سے ہمارے تمام مخالفین قاصر رہے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کس اعجاز اور لطافت سے اقل قلیل عبارت مین اونکو خدا تعالے نے بھر دیا ہے اور پہر اس طرف خیال کرنا چاہئے کہ علاوہ ان سچائیون کے اور بکمال اعجاز کے دوسرے کیا کیا لطایف ہین جو اس سورۂ مبارکہ مین بہرے ہوے ہین اگر ہم اسجگہ اُن سب لطایف کو بیان کرین تو یہ مضمون ایک دفتر بن جائیگا صرف چند لطیفہ بطور نمونہ بیان کئے جاتے ہین اول یہہ لطیفہ ہے کہ خدا تعالے نے اس سورہ فاتحہ مین دعا کرنے کا ایسا طریقہ حسنہ بتلایا ہے جس سے خوبتر طریقہ پیدا ہونا ممکن نہین اور جس مین وہ تمام اُمور جمع ہین جو دعا مین دلی جوش پیدا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہین تفصیل اسکی یہ ہے کہ قبولیت دعا کے لئے ضرور ہے کہ اُس مین ایک جوش ہو کیونکہ جس دعا مین جوش نہو وہ صرف لفظی بڑبڑ ہے حقیقی دعا نہین مگر یہ بہی ظاہر ہے کہ دعا مین جوش پیدا ہونا ہر ایک وقت انسان کے اختیار مین نہین بلکہ انسان کے لئے اشد ضرورت ہے کہ دعا کرنے کیوقت جو اُمور دلی جوش کے محرک ہین وہ اُسکے خیال مین حاضر ہون اور یہ بات ہر یک عاقل پر روشن ہے کہ دلی جوش پیدا کرنے والی صرف دو ہی چیزین ہین ایک خدا کو کامل اور قادر اور جامع صفات کاملہ خیال کرکے اوسکی رحمتون اور کرمون کو ابتداء سے انتہا تک اپنے وجود اور بقا کے لئے ضروری دیکھنا اور تمام فیوض کا مبدء اوسی کو خیال کرنا۔ دوسرے اپنے تئین اور اپنے تمام ہمجنسون کو عاجز اور مفلس اور خدا کی مدد کا محتاج یقین کرنا یہی دو امر ہین جن سے دعاؤن مین جوش پیدا ہوتا ہے اور جو جوش دلانے کے لئے کامل ذریعہ ہین وجہ یہ کہ انسان کی دعا مین تب ہی جوش پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ اپنے تئین سراسر ضعیف اور ناتوان اور مدد الٰہی کا محتاج دیکھتا ہے اور خدا کی نسبت نہایت قوی اعتقاد سے یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ بغایت درجہ کامل القدرت اور رب العالمین اور رحمان اور رحیم اور مالک امر مجازات ہے اور جو کچھہ انسانی حاجتین ہین سب کا پورا کرنا اوسی کے ہاتھہ مین ہے سو سورۃ فاتحہ کے ابتداء مین جو اللہ تعالے کی نسبت بیان فرمایا گیا ہے کہ وہی ایک ذات ہے کہ جو تمام محامد کاملہ سے متصف اور تمام خوبیون کی جامع ہے اور وہی ایک ذات ہے جو تمام عالمون کی رب اور تمام رحمتون کا چشمہ اور سب کو اون کے عملون کا بدلہ دینے والی ہے پس ان صفات کے بیان کرنے سے اللہ تعالے نے بخوبی ظاہر فرما دیا کہ سب قدرت اوسی کے ہاتھہ مین ہے اور ہر یک فیض اوسی کی طرف سے ہے اور اپنی اسقدر عظمت بیان کی کہ دنیا اور آخرت کے کامون کا قاضی الحاجات اور ہر یک چیز کا علت العلل اور ہر یک فیض کا مبدء اپنی ذات کو ٹھیرایا جس مین یہہ بھی اشارہ فرما دیا ہے کہ اوس کی ذات کے بغیر اور اُس کی رحمت کے بدون کسی زندہ کی زندگی اور آرام اور راحت ممکن نہین اور پھر بندہ کو تذلل کی تعلیم دی اور فرمایا ایاک نعبد و ایاک نستعین اسکے یہ معنے ہین کہ اے مبدء تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہین اور تجہہ سے ہی مدد مانگتے ہین یعنی ہم عاجز ہین آپ سے کچھہ بھی نہین کر سکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہو پس خدا تعالے نے دعا مین جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمت شاملہ دوسرے بندون کا عاجز اور ذلیل ہونا اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہین جنکا دعا کے وقت خیال مین لانا دعا کرنے والون کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر چاشنی حاصل رکھتے ہین وہ نہین خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے ان دونون محرکون کی دعا ہو ہی نہین سکتی اور بجز اون کے آتش شوق الٰہی دعا مین اپنے شعلون کو بلند نہین کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہین رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی طرف رجوع نہین کر سکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہین اوس کی روح اوس مولا کریم کی طرف ہرگز جہک نہین سکتی غرض یہ ایسی صداقت ہے جسکے سمجھنے کے لئے عمیق فلسفہ درکار نہین بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی اور تحقق طور پر دل مین منتقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہین کہ حقیقت مین انہین دو چیزون کا تصور دعا کے لئے ضروری ہے یعنی اول اسبات کا تصور کہ خدا تعالے ہر یک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اوس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام مین لگی ہوئی ہین دوسرے اسبات کا تصور کہ انسان بغیر توفیق اور تائید الٰہی کے کسی چیز کو حاصل نہین کر سکتا۔ اور بلاشبہ یہ دونون تصور ایسے ہین کہ جب دعا کرنے کے وقت دل مین جم جاتے ہین۔ تو یکایک انسان کی حالت کو ایسا تبدیل کر دیتے ہین کہ ایک متکبر دن سے متاثر ہو کر روتا ہوا زمین پر گر پڑتا ہے اور ایک گردن کش سخت دل کے آنسو جاری ہو جاتے ہین یہی کل ہے جس سے ایک غافل مردہ مین جان پڑ جاتی ہے انہین دو باتون کے تصور سے ہر یک دل دعا کرنے کیطرف کہنچا جاتا ہے غرض یہی وہ روحانی وسیلہ ہے جس سے انسان کی روح رو بخدا ہوتی ہے اور اپنی کمزوری اور امداد ربانی پر نظر پڑتی ہے اسی کے ذریعہ سے انسان ایک ایسے عالم بیخودی مین پہنچ جاتا ہے جہان اپنی مقدر ہستی کا نشان باقی نہین رہتا اور صرف ایک ذات عظمی کا جلال چمکتا ہوا نظر آتا ہے اور وہی ذات رحمت کل اور ہر یک ہستی کا ستون اور ہر یک درد کا چارہ اور ہر یک فیض کا مبدء دکہائی دیتی ہے آخر اس سے ایک صورت فنا فی اللہ کی ظہور پذیر ہو جاتی ہے جس کے ظہور سے نہ انسان مخلوق کیطرف مائل رہتا ہے نہ اپنے نفس کیطرف نہ اپنی ارادہ کیطرف اور بالکل خدا کی محبت مین کہویا جاتا ہے اور اوس ہستی حقیقی کی شہود سے اپنی اور دوسری مخلوق چیزون کی ہستی کا عدم معلوم ہوتی ہے اس حالت کا نام خدا نے صراط مستقیم رکھا ہے جس کی طلب کے لئے بندہ کو تعلیم فرمایا اور کہا اھدنا الصراط المستقیم یعنی وہ راستہ فنا۔ اور توحید اور تجرد الٰہی کا جو آیات مذکورہ بالا سے مفہوم ہو رہا ہے وہ ہمین عطا فرما اور اپنے غیر سے بکلی منقطع کر خلاصہ یہ کہ خدا تعالے نے دعا مین جوش پیدا کرنے کے لئے وہ اسباب حقہ انسان کو عطا فرمائے کہ جو اسقدر دلی جوش پیدا کرتے ہین کہ دعا کرنے والے کو خودی کے عالم سے بیخودی اور نیستی کے عالم مین پہنچا دیتے ہین اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بات ہرگز نہین کہ سورت فاتحہ دعا کی کئی طریقون مین سے ہدایت مانگنے کا ایک طریقہ ہے جس پر جوش دل سے دعا کا صادر ہونا موقوف ہے اور جسپر طبیعت انسانی بمقتضا اپنی فطرتی تقاضا کے چلنا چاہتی ہے حقیقت یہ ہے کہ جیسے خدا نے دوسرے امور مین قواعد مقررہ ٹھیرا رکہے ہین ایسا ہی دعا کے لئے بھی ایک قاعدہ خاص ہے اور وہ قاعدہ وہی محرک ہین جو سورت فاتحہ مین لکھے گئے ہین اور ممکن نہین کہ جبتک وہ دونون محرک کسی کے خیال مین نہون تب تک اوس کی دعا مین جوش پیدا ہو سکے سو طبعی راستہ دعا مانگنے کا وہی ہے جو سورۃ فاتحہ مین ذکر ہو چکا پس سورہ ممدوحہ کے لطائف مین سے یہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ ہے کہ دعا کو معہ محرکات اوس کے کے بیان کیا ہے۔ فتدبر۔

پھر ایک دوسرا لطیفہ اس سورۃ مین یہ ہے کہ ہدایت کے قبول کرنے کے لئے پورے پورے اسباب ترغیب بیان فرمائے ہین کیونکہ ترغیب کامل جو معقول طور پر دیجائے ایک زبردست کشش ہے اور حصر عقلی کے رو سے ترغیب کامل اس ترغیب کا نام ہے جسمین تین جزئین موجود ہون ایک یہ کہ جس شئے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اوس کی ذاتی خوبی بیان کی جائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا ہے اھدنا الصراط المستقیم یعنی ہم کو وہ راستہ بتلا جو اپنی ذات مین صفت استقامت اور راستی سے موصوف ہے جس مین ذرا کجی نہین سو اس آیت مین ذاتی خوبی اوس راستہ کی بیان فرماکر اوس کے حصول کے لئے ترغیب دی۔ دوسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو تو اوس شے کے فوائد بیان کئے جائین سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا صراط الذین انعمت علیھم یعنی اوس راستہ پر ہمکو چلا جسپر چلنے سے پہلے سالکون پر انعام اور کرم ہو چکا ہے سو اس آیت مین راستہ چلنے والون کا کامیاب ہونا ذکر فرما کر اُس راستہ کا شوق دلایا۔ تیسری جز ترغیب کی یہ ہے کہ جس شے کیطرف ترغیب دینا منظور ہو اُس شے کے چھوڑنے والون کی خرابی اور بدحالی بیان کیجائے سو اس جز کو اس آیت مین بیان فرمایا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین یعنی اون لوگون کی راہون سے بچا جنہون نے صراط مستقیم کو چھوڑا اور دوسری راہین اختیار کین اور غضب الٰہی مین پڑے اور گمراہ ہوئے سو اس آیت مین اُس سیدہے راستہ چھوڑنے پر جو ضرر مترتب ہوتا ہے اُس سے آگاہ کیا غرض سورۃ فاتحہ مین ترغیب کی تینون جزون کو لطیف طور پر بیان کیا ذاتی خوبی بھی بیان کی فوائد بھی بیان کئے اور پہر اوس راہ کے چھوڑنے والون کی ناکامی اور بدحالی بھی بیان فرمائی تا ذاتی خوبی کو سنکر طبائع سلیمہ اوس کی طرف میل کرین اور فوائد پر اطلاع پا کر جو لوگ فوائد کے خواہان ہین اون کے دلون مین شوق پیدا ہو اور ترک کرنے کی خرابیان معلوم کرکے اوس وبال سے ڈرین جو ترک کرنے پر عاید حال ہو گا۔ (باقی آئندہ)

خطبہ عید الضحیٰ

(گذشتہ سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم نمبر ۱۵)

نفس کو کبھی توکل اور تہبر کے مسائل پیش کر دیتا ہے لیکن جب ظاہری بیماریاں آکر غلبہ کرتی ہیں تو یہہ سب کچھہ بھول جاتا ہے اور تدبیر کرتا ہے لیکن جب روحانی بیماریوں کا ذکر ہو تو توکل کا نام لے دیتا ہے یہہ کیسی غلطی اور فروگذاشت ہے ان دونوں نظاموں کو مختلف پیمانوں اور نظروں سے دیکھتا ہے - یعنی باطنی اور روحانی امور میں تو کہدیتا ہے کہ اللہ تعالےٰ رحیم وکریم ہے اور ظاہری امور میں اسکا نام شدید البطش رکھا ہے - یہہ نادانی اور غلطی ہے خدا تعالےٰ دونو امور میں اپنی صفات کی یکساں جلوہ نمائی کرتا ہے - پس جو لوگ امور دنیا میں تو سر توڑ کوششیں کرتے ہیں اور اسکو اپنی زندگی کا اصل مقصد اور منشاء اعظم سمجھتے ہیں اور دین کو بالکل چھوڑتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں خدا تعالےٰ کی عظمت اور اسکی **صفات** پر غور نہیں کرتے ہیں اسلم کے معنے تو یہہ تھے کہ فرمانبردار ہو جاؤ - اور فرمانبرداری رہو - پھر وجہ کیا ہے کہ مامور کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ کہلاتا ہے یہہ وعدہ کرکے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا - اس وعدہ کا کچھہ بھی پاس نہو - ہمارے امام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کسقدر چھوٹے لفظ سے کام لیتے ہیں اور وہ کسقدر وسیع ہے - یہہ زمانہ **الفاظ** کا ہے چنانچہ بڑی بڑی لمبی تقریریں لوگ کرتے ہیں لیکن جب انکے معانی اور مطالب پر نظر کرو تو بہت ہی چھوٹے اور تھوڑے - لیکن برخلاف اسکے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی مختصر الفاظ اختیار کئے مگر انکا مفہوم اور منشاء بہت ہی وسیع اور محیط ہے -

مثلاً الفاظ بیعت میں سے ایک یہ جملہ بھی ہے جہانتک **میری طاقت اور سمجھہ ہے گناہوں سے بچتا رہونگا** - بظاہر یہہ ایک موٹی اور چھوٹی سی بات ہے لیکن غور کرو اسکا مفہوم کسقدر وسیع ہے ایسا اقرار کرنے والے کو یہہ الفاظ کیسا محتاط بناتے ہیں کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں ہر حرکت و سکون میں ہر آن کو مدنظر رکھے کہ کیا میرا یہہ قول و فعل یہہ حرکت و سکون اللہ تعالےٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہے اور گناہ کے کسی شعبہ میں تو داخل نہیں ؟ جب انسان ان امور پر نظر کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کی اطاعت اور رضا جوئی اپنا مقصد بنا لیتا ہے تو خدا تعالےٰ خود اسکی مدد فرماتا ہے اور اسکی مشکلات کو آسان کر دیتا ہے - یقیناً یاد رکھو **فرمانبرداری بڑی دولت ہے** - یہی دولت ابراہیم کو ملی جسنے اسکو اسقدر معظم و مکرم بنا دیا -

خدا تعالےٰ نے جسقدر انبیاء کرام بھیجے ہیں اور جسقدر فیضان آئے ہیں فرمانبرداری پر نازل ہوتے ہیں مگر تھوڑے ہیں جو اس راز کو سمجھتے ہیں - اسوقت خدا تعالےٰ پھر ایک قوم کو معزز بنانا چاہتا ہے اور ان پر اپنا فضل کرنا چاہتا ہے لیکن اسکے لئے بھی وہی شرط اور امتحان ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے تھا وہ کیا ؟

سچی اطاعت اور پوری فرمانبرداری

اسکو اپنا شعار بناؤ اور خدا تعالےٰ کی رضا کو اپنی رضا پر مقدم کرلو - دین کو دنیا پر اپنے عمل اور چلن سے مقدم کرکے دکھاؤ - پھر خدا تعالےٰ کی نصرتیں تمہارے ساتھہ ہونگی اسکے فضلوں کے وارث تم ہوگے -

یاد رکھو خدا تعالےٰ کے فضل سے انسان کے محروم ہونے کی ایک یہ بھی وجہ ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات اللہ تعالےٰ سے کچھہ وعدے کرتا ہے لیکن جب ان وعدوں کے ایفاء کا وقت آتا ہے تو ایفا نہیں کرتا ایسا شخص منافق مرتا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

فاعقبہم نفاقاً فی قلوبہم الیٰ یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ما وعدوہ

اس سے ہمیشہ بچتے رہو - انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالےٰ ہی کو اپنا ملجاء و ماوا تصور کرتا ہے اور فی الحقیقت وہی حقیقی پناہ ہے اسوقت وہ اس سے وعدے کرتا ہے پس تم پر مشکلات آئینگی اور آتی ہیں تم بہت وعدے خدا تعالےٰ سے نکرو - اور کرو تو ایفاء کرو ایسا نہو کہ ایفاء نکرنے کا وبال تم پر آئے اور خاتمہ نفاق پر ہو - (خدا ہم کو محفوظ رکھے آمین)

اور ہم کو بہت بڑا خطرہ ہے کیونکہ ہم سب ایک عظیم الشان وعدہ کر چکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور جہانتک طاقت اور سمجھہ ہے گناہوں سے بچتے رہیں گے اس وعدہ کو ایفاء کرنے کی پوری کوشش کرو - اور پھر خدا تعالےٰ ہی سے توفیق اور مدد چاہو کیونکہ وہ مانگنے والوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ انکی دعائیں سنتا ہے اور قبول کرتا ہے -

پھر ایک اور عیب بتایا ہے عیب ہی انسان کو محروم کر دیتا ہے اور منافق میں ہوتا ہے وہ جھوٹ بولنا ہے - عام جھوٹ بولنا تو وہ ہی ہے جو ایک حدیث میں آیا ہے کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع یعنی یہہ بھی جھوٹ ہی ہے کہ انسان جو کچھہ سنے بلا سوچے سمجھے اسے بیان کر دے - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد میں بڑی بڑی برائیوں سے روکنے کا نسخہ بتایا گیا ہے - خود داری سکھائی ہے اور سخن سازی سے بچایا ہے - یہ عام قاعدہ ہو رہا ہے کہ دو تین آدمی جب مل کر بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آؤ ذرا مجلس گرم کریں وہ مجلس گرم کرنا کیا ہوتا ہے کسی کی تحقیر شروع کر دی کسی کے لباس پر کسی کی زبان پر کسی کے قد وقامت پر کسی کے علم و عقل پر غرض مختلف پہلوؤں پر نکتہ چینی اور ہنسی اڑانا شروع کیا - اور بڑہتے بڑہتے یہہ ناپاک اور بیہودہ سلسلہ کلام - مذمت - غیبت - اور دروغ گوئی تک جا پہونچا - پس تمہیں مناسب ہے کہ ایسی مجلسوں کو ترک کر دو - جہاں سے تم بغیر لعنت کے اور کچھہ لیکر نہ اٹھو خدا تعالےٰ نے اسلئے فرمایا ہے

کونوا مع الصادقین

صادقوں کے ساتھہ رہو - کیونکہ وہاں تو بجز صدق اور کوئی بات ہی نہ ہوگی - ایسی تمام مجلسوں سے الگ ہو جاؤ جہاں اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کا ذکر نہیں ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ سوء ظن بہت بری چیز ہے اس سے بہت بری خرابیاں پیدا ہوتی ہیں - غیبت اور دروغ گوئی یہہ اسی سوء ظن سے پیدا ہوتی ہیں اسواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا

ایاک والظن فان الظن اکذب الحدیث

سوء ظن سے انسان بہت جھوٹا ہو جاتا ہے اور ظنون بجائے خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں - میں نے دیکھا ہے کہ اس جھوٹ اور بدظنی سے بڑی بڑی ٹھوکریں لگتی ہیں اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے - اس سے بچو ! پھر بچو !! اور پھر بچو !!! اس معاملہ میں عورتوں اور مردوں میں ایک تفاوت ہے اور انکے مراتب مختلف ہیں - عام طور پر عورتیں ناقصات العقل والدین کہلاتی ہیں - ایک عظیم الشان عورت کے متعلق خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے میں کہو لکر بتادوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سوء ظنی کی - اسپر اللہ تعالےٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تطہیر فرمائی اور ان بدظنی کرنے والوں کے لئے حکم آیا -

لولا اذ سمعتموہ

یعنی جب عائشہ صدیقہ کی نسبت کوئی بات تم نے سنی تھی تو کیوں تمنے سنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالنی ہی کے قابل نہیں بلکہ تم یہہ کہتے سبحانک پاک ذات تو اللہ تعالےٰ ہی کی ہے مگر

ھذا بھتان عظیم

یہہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے - پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یعظکم - اللہ تعالےٰ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ ایسا پھر نہ کرنا - یہہ ابد کے لئے حکم ہے کہ جب کسی کی نسبت کوئی ایسی بات نہو تو کہدو کہ **بہتان** ہے - بدظنی کرنی شروع نکردو - پھر یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اس قسم کی بلاؤں میں گرفتار ہوتے ہیں - یعنی دوسرے کو متہم کرتے ہیں وہ ہرگز نہیں مرتے جب تک خود اس اتہام کا شکار نہ ہولیں - اسلئے یہ بڑے ہی خوف اور خطرے کا مقام ہے - افسوس ہے لوگ ان باتوں کو معمولی سمجھتے ہیں - حالانکہ یہ بہت ہی ضروری امور ہیں - جہانتک تم سے ہوسکے سعی کرو - اور خدا تعالےٰ سے توفیق مانگو کہ وہ تمہیں سوء ظنی سے محفوظ رکھے پھر اسکے بدنتائج غیبت - دروغگوئی - دوسرے کی تحقیر - بہتان وغیرہ سے بچائے -

غرض

خدا تعالےٰ کے ماموروں اور ان فیوضات و برکات سے محروم رکھنے کے اسباب مختصر طور پر یہہ ہیں - اول - تکبر دوم اللہ تعالےٰ کے ساتھہ وعدہ اور پھر اسکی خلاف ورزی سوم جھوٹ - دیکھو تم جو احمدی کہلاتے ہو تمہاری ذمہ واری بہت بڑی ہوئی ہے تم نے وعدہ کیا ہے کہ **دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا** - تمہیں ہر وقت یہ وعدہ نصب العین رہنا چاہئے - کیسی وعدہ خلافی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ ہو اور پھر سنتے ہی سوء ظنی پیدا ہو - اس کی ذرا بھی پروا نہو کہ ان الظن اکذب الحدیث میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالےٰ کا فضل دستگیری نکرے تو ایسے لوگ جو سوء ظنی کے مرض میں گرفتار ہیں وہ خود ان سوء ظنیوں کا نشانہ ہو کر مرتے ہیں - پس خدا سے ڈرو - اور اپنے اس عہد کا لحاظ کرو جو تم نے خدا کے مامور کے ہاتھہ پر کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرونگا انسان چاہتا ہے کہ دنیا میں معزز اور محترم بنے لیکن حقیقی عزت اور سچی تکریم خدا تعالےٰ سے آتی ہے وہی ہے جسکی یہ شان ہے تعز من تشاء وتذل من تشاء اور پھر حقیقی عزت انبیاء و رسل اور انکے سچے تباع کو دی جاتی ہے -

قل العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین جمیعاً

ساری کی ساری عزتیں اللہ اور اوس کے رسول کے لئے ہیں اور سچے مومنوں کے لئے ہیں - ابراہیم علیہ السلام اسلام کی وجہ سے دنیا میں معزز اور مکرم ہوئے -

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین - پھر وہ ابراہیم الذی وفی جسنے خدا تعالےٰ کے ساتھہ صدق و وفا کا پورا نمونہ دکھایا - پھر وہ ابراہیم الذی اتی بقلب سلیم - پس اس سے نتیجہ نکالو کہ اللہ تعالیٰ تم سے کیا چاہتا ہے سچی فرمانبرداری - صدق و وفاداری اور قلب سلیم ان باتوں کے ساتھہ وہ راضی ہوتا ہے یہی باتیں ہیں جو اسلام تمکو سکھاتا ہے - انہیں کے احیاء کے لئے اسوقت خدا تعالےٰ نے تم میں اپنا مہدی اور مسیح نازل کیا ہے - ایسے دین میں ہو کر محرومی کی اسباب سے بچو ان اسباب کا علم قرآن مجید میں موجود ہے جو قرآن شریف پر تدبر کرنے سے آتا ہے اور اسکے ساتھہ تقوی کی بھی شرط ہے میں سچ کہتا ہوں کہ یہ باتیں درس تدریس سے نہیں آتی ہیں یہہ علوم جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں - درس تدریس سے آہی نہیں سکتے بلکہ وہ تقوی اور محض تقوی سے ملتے ہیں - واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اگر محض درس تدریس سے آسکتے تو پھر قرآن مجید میں مثل الذین حملوا التوراۃ کمثل الحمار کیوں ہوتا - (باقی آئندہ)

زلزلہ کی پیشگوئی اور پیسہ اخبار

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

پیسہ اخبار کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے جو عناد اور تعصب ہے وہ اسکی تحریرون سے ہمیشہ ثابت ہوتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ علی العموم مین اسکی تحریر پر بہت ہی کم نوٹس لیا کرتا ہون اور در اصل اب ضرورت بھی نہین رہی جبکہ اللہ تعالیٰ کے کھلے کھلے تائیدی نشان اسکے صادق موعود کی تصدیق اور تائید مین ظاہر ہو رہے ہین اور آسمان اسکی نصرتون پر جھکا ہوا ہے اور زمین اسکی تائید کے لئے بول رہی ہے ؎ این

حیف بر چشمے کہ اکنون نیز ہم بیدار نیست

زلزلہ کی پیشگوئی جس خوبی اور صفائی سے پوری ہوئی اور خدا تعالےٰ کی اس قہری تجلی نے جو رنگ دکھایا اس کے بعد امید کیجاتی تھی کہ بہت سے شوریدہ سر اپنی اصلاح کر لین گے لیکن مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ پیسہ اخبار بجائے اسکے فایدہ اوٹھاتا بڑی بے باکی کے ساتھ پہلے سے زیادہ شوخ ہو کر حملے کر رہا ہے چنانچہ یکم مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعت مین اس نے ایک نوٹ لکھا ہے کہ "زلزلہ کی پیشگوئیان کرنا جرم قرار دینا چاہیے" مین نے اس نوٹ کو بالکل خالی الذہن ہو کر پڑھا ہے اور مین بڑی جرأت سے یہ کہنے کو طیار ہون کہ یہ نوٹ پیسہ اخبار کی علمی واقفیت پر ہی پانی پھیرنے والا نہین بلکہ اسکے مذہب اور اعتقاد کی بھی حقیقت کھولتا ہے۔

اگر گورنمنٹ کی قانون بنانے والی کونسل مین ایسے لوگون کی ضرورت ہوتی جو اصول قانون سازی اور قانون سے محض ناواقف اور کور ہون تو غالباً پیسہ اخبار کے جہان گرد ایڈیٹر مسٹر محبوب عالم کو اس کونسل مین داخل کر لینے کے لئے انکا یہ مضمون ایک اچھی سفارش کا کام دیتا۔ مگر افسوس ہے کہ واضعان قانون کی کونسل مین ایسے آدمیون کی ضرورت نہین۔ اگر پیسہ اخبار کے **مسلمان کہلانے والے** ایڈیٹر کی آنکھ سے دیکھا جاوے اور سابق انبیاء علیہم السلام کے زمانے مین پیسہ اخبار کا ایڈیٹر کسی معزز سرکاری عہدہ پر ہوتا تو مین یقین رکھتا ہون کہ مسٹر محبوب عالم کو یہ فخر سب سے پہلے حاصل ہوتا کہ وہ نبیون کی گرفتاری کا حکم صادر کرنے والا ہے۔

مین اس امر کو آگے چل کر بیان کرونگا کہ نبیون کے انذار اور تخویف مجرمانہ مین کیا فرق ہے سردست مین یہ دکھانا چاہتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کی فطرت اسپر کیا فتوے دے رہی ہے۔

اگر بنی نوع انسان کو خدائے حی و قیوم کی عبادت کی طرف متوجہ کرنا تخویف مجرمانہ ہے تو کیا اسکا ارتکاب ہر ہر نبی نے کیا ہے؟ لیکن تف ہے اس منہ پر جو کسی نبی کی نسبت ایسا خیال کرے کہ انہون نے تخویف مجرمانہ کی۔

اگر فسق و فجور سے باز رکھنے کا نام تخویف مجرمانہ ہے تو سب نبیوں کی یہی تعلیم تھی کیا وہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کے بیان کے موافق سب کے سب تخویف مجرمانہ کرنیوالے تھے؟ منشی محبوب عالم! دیکھ تو ایک راستباز کی عداوت اور دشمنی کیوجہ سے کسقدر حد سے بڑھ چلا ہے تیرے حملے خدا کے مسیح موعود سے متجاوز ہو کر تمام راستبازون اور برگزیدون پر ہونے لگے ہین تو اپنے زہریلے تیر معصوم نبیون پر چلانے لگا ہے اسلئے

آسمان را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین

بالکل سچ ہے۔ کیا تو نے نہین پڑھا کہ **انی انا النذیر العریان** کہنے والا کون تھا؟ بتا اور ذرا کھول کر بتا کہ کیا تیرے نزدیک وہ بھی تخویف مجرمانہ کرنیوالا تھا؟ اے نادان ذرا سوچ کر جواب دے! تو نبیون کی ہتک کرتا اور خدا تعالےٰ کی مجید کتاب کو پس پشت ڈالتا ہے کیا تو نے نہین پڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو کیا کہا

انی لکم منہ نذیر مبین

اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا **لتنذر ام القری وما حولہا** کیا یہ **انذار** تیری رائے مین تخویف مجرمانہ تھی؟ اے حق کے دشمن! نبیون اور راستبازون کی تعلیم اور ان کے مقاصد و اغراض سے ناواقف انسان! اپنے گریبان مین منہ ڈال اور اس اپنے اعتراض کو پڑھ اور پھر پڑھ اور پھر پڑھ اور پھر خدا کے راستبازون کی سیرت پر نظر کر، شاید تجھے کچھ سبق حاصل ہو۔

اگر نوح، موسیٰ، ہود، لوط، صالح، یونس، مسیح علیہم السلام اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے نذیر کہلا کر بھی **تخویف مجرمانہ کے مرتکب نہین اور ہرگز نہین** تو مین دعوی سے کہتا ہون کہ مرزا غلام احمد خدا کا مسیح اور مہدی بھی نذیر کہلا کر **تخویف مجرمانہ کا مرتکب نہین ہے اور یقیناً نہین ہے۔**

مین حیران ہوتا ہون کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے ایسا بیہودہ اعتراض کیون کیا؟ اس اعتراض سے پہلے اگر وہ تخویف مجرمانہ کی تعریف ہی پڑھ لیتا تو اچھا ہوتا۔ پیسہ اخبار اگر قانون کی بھول سے ناواقف تھا اور مین سمجھتا ہون کہ ہے تو کیا اسے اپنی ۱۱ اپریل کی تحریر بھی یاد نہین رہی۔ کہ حضرت مسیح موعود کا ان اشتہارون کے ذریعہ لوگون کو آگاہ کرنیکا منشا کیا ہے؟ سن! مین خود ہی تجھے بتا دیتا ہون کیونکہ مرا یاد و ترا فراموش۔

"البتہ اتنی بات مین مجھے بھی مرزا صاحب سے اتفاق ہے کہ گناہگار بندے توبہ و استغفار کر کے نیکی اور خدا پرستی کیطرف مشغول ہون۔" (روزانہ پیسہ اخبار ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

اب انصاف کو ذرا اپنے لکھے پر خون کے آنسو بہا کیا حضرت اقدس کی غرض اور منشا صاف طور پر ان الفاظ سے ظاہر نہین ہوتا؟ حضرت اقدس ان اعلانون کے ذریعہ کیا چاہتے ہین؟ یہی کہ مخلوق توبہ و استغفار کرے اور نیکی اور خدا پرستی مین مشغول ہو۔ اب اگر پیسہ اخبار کے دانشمند ایڈیٹر کے مشورہ پر عمل کیا جاوے تو اسکے یہ معنے ہین کہ لوگون کو ایسی دعوت کرنا تخویف مجرمانہ ہے؟

زلزلہ کی پیشگوئی کے اعلان مخلوق کے لئے اور خود گورنمنٹ عالیہ کے لئے ایک ابر رحمت اور برکت ہین۔ اسلئے کہ ان اعلانون کے ذریعہ جسقدر لوگ بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ صلح کا سچا عہد باندھ لین گے اور فسق و فجور سے باز آجاوینگے اسیقدر انکی اخلاقی اور مجلسی حالت درست ہو جاوے گی اور اسیقدر **جرائم کم ہو جائین گے۔** جو گورنمنٹ کیلئے بیش قیمت امداد ہے۔

پس کیا پیسہ اخبار حضرت اقدس کے برخلاف یہ نہین چاہتا ہے کہ لوگ غافل ہو کر اپنی شرارتون اور فتنوں مین لاانتہا ترقی کرین اور اسطرح پر وہ نوع انسان کیلئے خونخوار دشمن اور گورنمنٹ کے لئے ایک دکھ دینے والے فرزند ثابت ہون کیونکہ جبکہ پیسہ اخبار ان اعلانون کی ہنسی اڑا رہا ہے اور حضرت اقدس کو ایسی پیشگوئیون سے روکنے کا مشورہ دیتا ہے تو اسکے معنی اور کیا ہو سکتے ہین؟

یہ کہنا ہرگز درست نہین ہو سکتا کہ خدا تعالیٰ کی قہری تجلیون کو دیکھے اور ایسی پیشگوئیون کے کرنے کے بغیر ہی لوگون کی اصلاح ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہو سکتا تو کیا پھر پیسہ اخبار کے نزدیک خدا تعالیٰ معاذ اللہ ظالم اور سفاک تھا جو اس نے انبیاء علیہم السلام کے عہد مین زمینون کے تختے الٹ دیئے؟ اور موجودہ نسلین قریباً تباہ کر دین

نہین ہرگز نہین۔ اسکو انصاف
اقتضا تھا۔ **غرض**
اگر کسی نبی کا محض خدا تعالیٰ کے
اور اس غرض سے انذار کرنا کہ
کی اصلاح کرین ان کے معاملا
وہ بدمعاشیون اور بدکاریون
خدا تعالیٰ کے فرمان بردار بنی
مجرمانہ ہے تو پھر مین نہین کہ
اور صلحکاری کس چیز کا نام
پھر پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ "ایسی
غیر ضروری انتشار پھیلتا ہے" مـ
نہین آتا کہ اس فقرہ کے معنی
لوگون کو حفظ ماتقدم کے طور پر
جان کی حفاظت کیلئے (علاوہ اس
کے جو ان کے چال چلن کے اندر
سعی کرنا غیر ضروری خوف ہے؟
ملک دار کیلئے نعمت! غالباً پیسہ ا
ہو گا کہ لوگ غیر ضروری بے خوفی
مین پڑ کر زندگی اور او باشی
کرین خدا تعالیٰ سے رشتہ عبودیت
اور اپنی بے باکی یا دانش مین
کے بھڑکانے والے ٹھیر کر ہلاک ہو
پھر پیسہ اخبار کو موقع ملجاوے کہ و
پر اعتراض کرے کہ اس نے رعایا
نہین کی زخمیون اور مجروحون مین
کالون کا سوال اٹھائے؟ جیسا کہ
کے مجروحون کے متعلق اسنے لکھا
اگر یہ غیر ضروری خوف اور انتشار
کے نزدیک گورنمنٹ بھی بیہودہ کار
ہے جو طبقات الارض کے ماہرین کی
اس سوال کا فیصلہ چاہتی ہے کہ آیندہ
کا خطرہ تو نہین اور اس کام کیلئے
روپیہ صرف کرنے کو آمادہ ہے اس
خاص رپورٹ طیار ہوگی + اس نے
کے خیال مین خزانہ ہند پر ایک بیہودہ
رکھ چھوڑا ہوگا جو حوادث ارضی
کا ایک محاسبہ تجویز کیا۔

اے حق کے دشمن! تیری زبان
بھی نہین بچتا نظر آتا۔ تو اہل ملک کو
کرنا چاہتا ہے اور گورنمنٹ کو غلط را
ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر یاد ر
تیری ایسی بیہودہ راؤن کی کچھ بھی
نہین اور کوئی بھی اثر نہین۔

اب اس آرٹیکل کو ختم کرنے سے پہلے مـ
دکھانا چاہتا ہون کہ حضرت اقدس مسیح

سکا ان اشتہاروں سے کیا منشا ہے؟ اشتہار الوصیت میں یہ اپنا منشا ظاہر کیا۔ "دوستو! اٹھو اور بیدار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کیلئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے اب اس دریا سے پار ہونے کیلئے بجز تقوٰی کے اور کوئی کشتی نہیں مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے کہ بغیر اسکے کوئی امن نہیں۔ اب وقت ہے کہ گھبرا اٹھو اور سوز و گداز اختیار کرکے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہوکر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقوٰی کی راہ میں پورے زور سے کام لیکر اپنا بوجھ آپ اٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والو نپر اسکا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں۔ نہ مردوں کی لاشوں کو دیکھکر وہ جو کرتیوالوں کے سر پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے" سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ کیطرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتاں و خیزاں اسکی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ اور اگر یہ بھی نہیں مردہ کیطرح اپنے اٹھائے جانیکا ذریعہ صدقہ خیرات کی راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف و گزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقوٰی کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم و کریم خوش ہو جائے اپنی خلوت گاہوں کو ذکر الٰہی کی جگہ بناؤ اور اپنے دلونپر سے ناپاکیوں کے زنگ دور کرو بجا کینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اسکے وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے۔ بیقراری کی دعاؤں سے خود دیوانہ بنجاؤ"

پھر النذر ۔ النذر ۔ اور البلاغ میں مندرجہ ذیل تبلیغ کی ہے۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوئے اور ہونگے اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو انکے درمیان ہے شناخت کریں۔ پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانیکا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو! آج میں نے بتلا دیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔

خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جسکی پہلی کتابوں میں خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جسنے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اسکی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔) (انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اسمیں اس کا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اسکو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اسقدر توبہ استغفار کرو کہ گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تمپر رحم کرے۔ آمین)

پس میں محض خیر خواہی مخلوق کیلئے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کیساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ جہانتک ممکن ہو اپنی اصلاح کرلی جائے۔ کم از کم ظلم اور تعدی اور فسق و فجور اور ٹھٹھے اور ہنسی سے دستکش ہو جانا چاہیئے بہتر ہے کہ ہر یک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قربانی بھی کرے تو بہتر ہے۔ اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جائے یاد رہے کہ اگر کسیکا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنیوالوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے وہ اگرچہ باعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا مگر دنیا میں خدا تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے دوسروں کی نسبت اسپر رحم کریگا۔)

(بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اسکا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لائے اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے نہیں)

(پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہوشیار ہو جاؤ اور اپنے تئیں توبہ کے پانی سے خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے وہ چاہتا ہے کہ دنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہوگئے وہ لوگ جنکا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور انکی زبانیں مردار سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں انہیں پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترسان اور ہراسان ہیں جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں)

کوئی سلیم الفطرت اور رشید انسان بتا دے کہ اس کا نام تخویف مجرمانہ ہو سکتا ہے یا یہ اعلیٰ درجہ کی رفاہ عام ہے۔ لیکن پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ضرور اسکو تخویف مجرمانہ ہی کہیگا۔ انتہا آخر میں میں نہایت ادب سے عرض کیا چاہتا ہوں کہ پیسہ اخبار کا یہ طریق فی الحقیقت گورنمنٹ کیلئے قابل توجہ ہے جو اہل ملک کو ایک ایسی راہ پر ڈالنا چاہتا ہے جو امن اور صلحکاری کے خلاف ہے ایک شخص خدا تعالیٰ سے خبر پاکر کہتا ہے کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ایک آفت آنے والی ہے اسلئے اے اہل ملک تم اپنی اصلاح کرو۔ وفاداری اور صدق سے کام لو۔ باہم کسی قسم کی بدمعاملگی۔ خون، چوری وغیرہ جرائم سے باز آؤ۔ خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف کرو۔ اب ان ساری باتوں پر اگر کوئی قوم اور ملک عمل کرے تو وہ فرشتوں کی سرزمین ہو اور وہاں کے حکمران کیلئے شکرگذاری کی زندگی بسر کرنے کا موقع ملے۔ امن اور صلحکاری سے وہ زمین بھر جاوے لیکن ایک شخص بالمقابل اٹھتا ہے وہ کہتا ہے اسکو رد کو یہ لوگوں کو ڈراتا ہے یہ جرم ہے صاف سمجھ میں آسکتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون ملک اور قوم کا خیر خواہ ہے۔ رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے؟ صبر کرو تجربہ خود بتا دیگا۔ میں صرف اسقدر کہتا ہوں کہ میں تفہیم اس روحانی معلم نے ۱۸۹۸ء میں جبکہ ابھی پنجاب میں طاعون شروع ہی ہوئی تھی دی تھی اور کہا تھا کہ یہ آگ تمام ملک میں لگ جانیکو ہے مجھے دکھایا گیا ہے کہ فرشتے اس کے پودے لگا رہے ہیں اسلئے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کریں اپنے اعمال میں پاک تبدیلی کریں مگر نوع انسان کے دشمن پیسہ اخبار نے سب سے پہلے اس اشتہار پر ہنسی اڑائی اور ٹھٹھے اڑائے اور لوگوں کو توبہ اور رجوع الی اللہ سے اسطرح پر روکا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج پنجاب طاعون کی وجہ سے تباہ ہو چکا ہے اور گورنمنٹ اپنی رعایا کی تباہی پر سخت حیران ہے۔ اسیطرح ایک طرف سے نہایت نیک نیتی اور پاک اغراض کی بنا پر خبر دیگئی ہے کہ لوگ اصلاح کریں اور اپنے اندر پاک تبدیلی کریں۔ طاعون کے اشتہار کیطرح اسپر بھی ہنسی اڑائی جاتی اور لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے جو بہت ہی بری فال ہے لیکن اے ہموطنو! اگر ملک اور قوم کی کچھ بھی ہمدردی تمہارے دل میں ہے تو اسوقت کو غنیمت سمجھو خدا اس خبر دینے والے کی باتوں پر شکرگذاری سے عمل کرو وہ تم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ تم دنیا میں امن اور صلحکاری پھیلانے والے ہو جاؤ۔ اور ہر قسم کی بدیوں سے پاک ہو جاؤ۔ اگر یہ تعلیم بری ہے تو بیشک چھوڑ دو لیکن اگر مفید ہے اور ضرور مفید ہے تو اپنے وطن کے دشمنوں کی باتیں مت سنو۔ وہ تمہیں غفلت میں ڈالنا چاہتے ہیں۔

مرا د ما نصیحت بود کردیم

ریمارک

الہامی دعا | رب کل شیء خادمک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عجیب تاثیر الہامی دعا ہے اسکو میرے عزیز بھائی منشی محمد یعقوب کلرک رفاہ عام پریس لاہور نے نہایت عمدہ کاغذ پر منقش کرکے چھاپا ہے۔ انکی غرض یہ ہے کہ نا فضول اور لغو تصاویر کی بجائے یہ دعا گھروں میں اور دیواروں پر لگائی جاوے اور اسطرح پر ہر وقت جب یہ دعا پر نظر پڑیگی تو یہ دعا یاد آجائیگی اور اسپر ایک لذت پیدا ہوکر دعاؤں کیلئے جوش پیدا ہوگا۔

اس دعا کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسم اعظم ہونیکا گمان کیا ہے۔ ایک پرچہ کی قیمت ۱/ آنہ رکھی ہے لیکن مجھسے منشی محمد یعقوب نے زبانی کہا تھا کہ میں ۱۰ عدد سے زیادہ خریدار والوں کو ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے دونگا اور انکو خریدنے والوں کو عمدہ فی سیکڑہ دونگا۔

سید عبدالمحی صاحب عرب نے ایک عجیب نقشے چھپوائے ہیں جن میں سے ایک میں حضرت اقدس کی وہ دعائیں جو عربی

وطن کیلئے تو خاموشی ہی بہتر تھی

اخوا ... ن کے لائق ایڈیٹر کو آجتک یہ عزت حاصل تھی کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف قلم اٹھانے سے رہا۔ تک مجھے ایڈیٹر صاحب سے ذاتی تعارف اور واقفیت ہے میں جانتا ہوں کہ وہ اس مذاق کو ہمیشہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ وطن میں ایسی بحثوں کے اندراج سے انہوں نے احتراز کیا ہے۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب وہ کیا امور پیش آئے ہیں جو انہوں نے ۵ مئی ۱۹۰۵ء کے وطن میں دو نوٹ لکھے ہیں جو انکی قابلیت پر سخت بدنما داغ ہیں۔ میرا خیال ہے اور خدا کرے یہ سچ ہو کہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب کی غیر حاضری میں کسی نائب نے جسکو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ عناد ہو دیگر اخبار نے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے بہر حال میں اپنے لائق دوست کو انکی غلطی پر متنبہ کرتا ہوں۔ امید ہے وہ فائدہ اٹھائیں گے۔

قول۔ عوام کالانعام مشہور ہی تھے جنکو ہم میں سے اجتہاد و امامت بلکہ پیغمبری تک کا دعویٰ ہے انکو بھی جامع المتفرقین بننے کی بجائے جمعیت کو اور زیادہ منتشر اور پراگندہ کرنے میں ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

اقول۔ مجھے وطن کے لائق ایڈیٹر کا یہ فقرہ پڑھ کر نہایت ہی تعجب ہوا ہے کہ وہ اتنا نہیں جانتے ہیں کہ مصلح اور مامور جب دنیا میں اصلاح کیلئے آیا ہے تو اس کے مخالفوں نے سب سے پہلا خطاب اس کے لئے یہی تجویز کیا ہے کہ وہ لوگوں میں پھوٹ ڈالتا ہے۔ مولوی صاحب کو شاید معلوم ہوگا کہ ابوجہل نے جب بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دعا کی تو منجملہ اور باتوں کے ایک کا مفہوم یہ بھی تھا کہ اس نے قطع رحم کیا ہے اور پھوٹ ڈالدی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ میں صلح کرانے نہیں آیا بلکہ آگ لگانے آیا ہوں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا کے مامور اور مرسل دنیا میں ایک اخوت اور وحدت پیدا کیا کرتے ہیں وہی وحدت قوم میں قومیت پیدا کرتی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہوتا ہے کہ اول اول لوگوں کو اختلاف نظر آوے۔ کیونکہ خدا کا مامور ڈسٹرکشن اور کانسٹرکشن کے اصولوں پر کام کرتا ہے۔ ... خیالی جنتوں کو ... علی الاثم ہوتا ہے توڑتا ہی اور سعادتمندوں کو ان سے الگ کر کے نیکی اور سعادت کی کانونہ متفق کرتا ہے۔ اسکی نظیر موجود ہے مسیح موعود جسکو آپ قوم کو پراگندہ کرنیوالا کہتے ہیں اس نے ایک ایسی قوم طیار کر دی ہے جو ایک ہی سطح پر بہ لحاظ عمل و اخلاق اور ارادوں کے کھڑی ہو گئی ہے اور کسی قسم کا کوئی فرق ملیت میں باقی نہیں رکھا۔ یہ حقیقی اتحاد اور اتفاق جو پیدا ہی نہیں ہو سکتا جبتک قوم کسی مامور کے ماتحت نہ ہووے۔ ورنہ دوسری جگہ جہاں عالم۔ جاہل امیر و فقیر۔ پیشہ و کسب خون بہاتی و غیرہ کے جھگڑے برپا ہیں کبھی اتفاق ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ پس یہ کہنا کہ وہ جمعیت کے پراگندہ کرنے میں خوش ہوتے ہیں سخت غلطی ہے حقیقی جمعیت اور شیرازہ بندی قوم کی تو وہی کرتے ہیں کیا مولوی انشاء اللہ صاحب یا کسی دوسرے کی مقدرت میں ہے کہ وہ شیعہ سنی مقلد غیر مقلد بدعتی خوارج وغیرہ کے جھگڑوں کو مٹا کر ایک ہی امام کے پیچھے نماز میں کھڑا کرائے؟ ہرگز نہیں لیکن اسے اس معجزہ کو دیکھنا ہو تو قادیان آئے اور دیکھے کہ ایک ہی امام کے پیچھے کن لوگوں کو کھڑا کر دیا گیا ہے وہ پہلے کیا کیا تھے انمیں مذہبی اختلافات کی وجہ سے کیا کیا صورتیں اتحاد و اتفاق کی نہیں لیکن اب وہ کیا ہو گئے ہیں!

قول۔ نماز میں آجتک کسی مجتہد نے تفریق قائم کی تھی۔ آئمہ سلف کا بالاتفاق یہ فیصلہ تھا کہ کلمہ گو خواہ فاسق ہی ہو اگر پیش امام ہو گیا تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لینے میں ہرج نہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس ایک باقی ماندہ ذریعہ یگانگت کو بھی پیغمبری جلال میں آکر توڑ دیا ہے آپکا حکم ہے کہ کوئی مرزائی کسی غیر مرزائی کے پیچھے نماز نہ پڑھے اسکی نماز ادا نہ ہوگی۔

اقول۔ یہ دوسرا اعتراض بھی مولوی صاحب کی واقفیت پر ایک بدنما داغ ہے تاہم میں اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں سمجھتا۔ مولوی صاحب کے نزدیک اگر ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز درست ہے تو وہ ان مجتہدوں اور شمس العلماء فضلاء سے دریافت کریں جنہوں نے احمدیوں کو **کافر** قرار دیا۔ اور انکے پیچھے نماز نادرست قرار دی۔ اور ایسے ایسے شدید فتوے دئے جو آجتک کسی پر کبھی نہیں دئے گئے حالانکہ ہم اسی قبلہ کیطرف نماز پڑھتے اسی طرح نماز پڑھتے۔ کلمہ گو قرآن کریم کو اپنا امام مانتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول اور خاتم النبیین یقین کرتے آپکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور آپکے اسوہ حسنہ کے خلاف ایک قدم بھی اٹھانا ہلاکت سمجھتے ہیں ایسی حالت میں ان مجتہدوں اور علماء پر کیا آفت گری جو انہوں نے بقول آپ کے یگانگت کو توڑ دیا ہے۔

اگرچہ میرا حق ہے کہ میں آپسے پوچھوں کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس مسئلہ پر کسقدر علماء عمل کرتے ہیں اور غیر مقلدوں اور مقلدوں کے ہمیشہ کے دنگے جھگڑے اور دوسرے فرقوں کی نزاعوں کا انجام کیا ہے لیکن میں اس بحث میں نہ پڑ کر صرف اسقدر التماس کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کو اجتماعی اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں سے ہی صحیح ثابت کرادیں جبکہ نماز ہو ہی جاتی ہے تو اسمیں انکا کیا حرج ہے کہ وہ ہمارے پیچھے پڑھ لیں اس پہلے نوٹ میں تو یہ دو امر آپ نے پیش کئے ہیں میں مولوی انشاء اللہ خانصاحب پر حسن ظن رکھتا ہوں کہ انکی طبیعت میں عناد اور ہٹ نہیں اگر وہ غور کریں گے تو کیا عجب فائدہ اٹھالیں دوسرے نوٹ میں انہوں نے حضرت اقدس کے زلزلہ کے خوف کیوجہ سے باغ میں چلے جانے پر اعتراض کیا ہے اول تو یہ **استقلال** نبوت کے خلاف ہے دوم اگر خدائی عذاب وارد ہی ہوتا ہے تو کیا باغ و کھلے میدان مکانات سے زیادہ محفوظ و مامون ثابت ہونگے؟ کیا زمین شق ہو کر مستحق عذاب کو نہیں نگل سکتی۔

یہ اعتراض بھی منہاج نبوت کی ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا مولوی انشاء اللہ صاحب **استقلال نبوت** کسکو کہتے ہیں اگر استقلال نبوت سے انکی یہ مراد ہے کہ انبیاء علیہم السلام خداتعالیٰ کی قہری تجلیوں اور غضب الٰہی کے نمونوں کا مقابلہ کیا کرتے ہیں اور بے باکی سے انہیں دیکھتے ہیں تو اس سے بڑھکر انبیاء علیہم السلام کی سوء ادبی اور گستاخی کبھی نہیں ہو سکتی۔ اسکے لئے میں مولوی انشاء اللہ صاحب کو نہایت نیک نیتی سے رائے دیتا ہوں کہ وہ خداتعالیٰ کے حضور ایسی گستاخی کیلئے توبہ کریں اور کفارہ دیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک آندھی یا بادل کو دیکھکر کسقدر گھبرایا کرتے اور اندر باہر بے تابی سے نکلتے تھے کیا یہ **استقلال نبوت کے خلاف تھا؟**

یہ بات بھی لکھا ہے کہ جب سابقہ تباہ شدہ قوموں کی بستیوں سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو صحابہ کو بھاگ کر نکل جانیکا حکم دیا گیا کیا ان بستیوں میں اسوقت بھی غضب الٰہی آیا ہوا تھا؟ اور یہ استقلال نبوت کے منافی تھا۔ یہ مقام جیسا کہ جیسے نشان زلزلہ کو اس شکل میں ظاہر کیا ہے انبیاء علیہم السلام کی عبودیت اور معرفت کا مقام ہوتا ہے انکا **استقلال نبوت** اسوقت دیکھا جاتا ہے جب دنیا دار مخالفوں کی تکلیف اور مخالفت انکو انکے فرض تبلیغ سے روک نہیں سکتی اور پھر کیا ایڈیٹر صاحب وطن بتا سکتے ہیں جبکہ خداتعالیٰ نے آپکے ساتھ فتح و نصرت کے وعدے کئے تھے اور واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ بھی تھا پھر آپ ایک جمیعت دو زرہیں کیوں پہنا کرتے تھے کیا یہ استقلال نبوت کے خلاف تھا؟ خداتعالیٰ پر معاذ اللہ آپ کو ایمان نہ تھا؟

آپکے نزدیک تو تجربہ بھی استقلال نبوت کے خلاف ہوگی معاذ اللہ مولوی صاحب کا یہ ذہن تھا کہ مسیح موعود پر اعتراض نہیں کر پہلے نبیوں کی پاک لائف پر غور کرتے اور سنت اللہ پر نظر کرتے۔ عذاب الٰہی اگر آپکے تجویز کردہ طریق کے موافق ہی آیا کرتا ہے تو پھر حضرت لوطؑ کو بستی سے نکل جانیکی وحی کیوں ہوئی تھی کیا اس عذاب کے پتھر اور ناموں ملائکہ **لوطؑ** کو اس بستی میں شناخت نہ کر سکتے تھے۔ **طوفان** اگر مخالفوں ہی کے غرق کرنیکو تھا اور بیشک تھا تو پھر کشتی بنانیکی آپکے مذاق پر کیا ضرورت تھی؟ کیا وہ طوفان حضرت نوح اور آپکے مخلص اصحاب کو بچا نہ سکتا تھا؟ غرض میں کہانتک آپکو بتاؤں۔ آپ خدا ترس دل لیکر قرآن کریم پر نظر کریں اور پھر اپنے اس اعتراض کو وزن کر کے دیکھیں کہ وہ کیسا بیہودہ اور ایمان سوز اعتراض ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپکے اعتراضات کا کافی جواب دیا جا چکا ہے اور عاقلے را اشارہ بس است

۶ مئی ۱۹۰۵ء

قبل ظہر

فرمایا کہ ہم تو زلزلہ کیوقت آئے تھے کہ باغ میں چلکر دعا کریں اب محض اسوجہ سے ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہے اسکے متعلق کچھ اور معلوم ہو جاوے کہ وہ قریب ہے یا دور اگر معلوم ہوا کہ دور ہے تو پھر ایکماہ کے بعد واپس چلے جاویں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ ایسے وقت آئیگا کہ کسیکو خبر بھی نہ ہوگی بلکہ لوگ ہماری تکذیب کر چکے ہونگے کہ وہ پیشگوئی جھوٹی نکلی قرآن شریف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے فلما نسوا ما ذکروا بہ یہ عادت اللہ ہے کہ ایسے وقت عذاب آتا ہے جب لوگ اسے بالکل بھول جاتے ہیں۔ ایسا ہی ان الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ نے فرمایا چپکے آؤنگا۔ گویا ہر شخص کا دل یقین کر لیگا کہ ہم نے جھوٹ بولا ہے۔ لعنتہ حتمی ساعی منشاء طبقات الارض والے اور جوتشی سب ملکر فیصلہ کر دیں کہ کوئی زلزلہ نہیں آئیگا پھر خداتعالیٰ کی وحی کی پوری عظمت ظاہر ہوگی حقیقت میں اگر وہ بھی یہی رائے دیں کہ زلزلہ آئیگا تو ہماری بات مشتبہ ہو جاتی اور کمزور سمجھی جاتی لیکن اب تو ان لوگوں نے ۶ قرار کر لیا ہے کہ زلزلہ نہیں آئیگا۔

فرمایا۔ اگر اب خداتعالیٰ چپ رہے تو پھر دنیا میں سچے سوا کوئی اور مذہب نہ ہوگا اگر اسوقت اسکی چہرہ نمائی کیفر درست نہیں ہے تو پھر کب ہوگی۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر تو نے آج اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری کبھی عبادت نہ ہوگی یہی دعا آج ہمارے دل سے بھی نکلتی ہے پس یقیناً یاد رکھو کہ اب اگر خداتعالیٰ دستگیری نہ کرے تو سب ہلاک ہو جائیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اگر نہ ہو تو قطعی یقین ہو جاتا ہے۔ بچہ کو اگر دودھ نہ ملے تو وہ کب تک جئے گا؟ آخر سسک کر مر جائیگا اسی طرح اللہ تعالیٰ کیطرف سے انقطاع امداد ہو تو انسان چونکہ کمزور اور ضعیف ہے ۴۴

۴۴ ہو سیا کر دیا۔ خلق الانسان ضعیفا پس وہ بھی آخر روحانی طور پر جائیگا۔ اسکی طرف اشارہ کر کے براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا اصل یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی

تحقیقات مسئلہ عزاداری

مجکو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی وساطت سے ایک کارڈ مرسلہ از بمبئی ملا ہے جسے اسکو پڑھکر ارادہ کیا ہے کہ میں اسپر کچھ مختصر طور پر لکھوں اس کارڈ کے بھیجنے والے **اسماعیل عبد العلی** صاحب ہیں - وہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کے غم میں روتے تھے وہ اس حدیث نبوی کے مطابق عمل کرتے تھے (من بکاا و ابکا و تباکا علی الحسین وجبت لہ الجنۃ) اور محبان اہل بیت بھی اسی حدیث پر عمل کر کے روتے ہیں اور یہ حدیث بہت مشہور و معروف ہے سند کی محتاج نہیں اور کلام مجید میں - **کہٰیعص** - کی تفسیر ملاحظہ کرو - **سیف حسینی** معہ **صولت حیدری** مطبوعہ مطبع **یوسفی** منگوا کر مطالعہ کرو - **اب میں** اس سادہ لوح بھائی اور اسکے ہم خیال اشخاص کو متوجہ کر کے عرض کرتا ہوں کہ یہ زمانہ علم و تحقیقات کا زمانہ ہے - یہاں کھوٹے اور کھرے کی پہچان رکھی گئی ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ غلط سے صحیح اور نقلی سے اصلی کی شناخت اور تمیز نہ ہو سکے - یہہ محک اور پہچان کیا ہے - خود قرآن کریم ہے - کیونکہ احادیث کی نسبت خود رسول اللہ صلعم فرما چکے ہیں کہ انکا محک قرآن کریم ہے - قال النبی قد کثرت علی الکذابون فما یروی لکم فعارضوہ بکتاب اللہ فما وافقہ فخذوہ واعملوہ وما خالفہ فاضربوہ الجدار وانرکوہ - (ص ۲۵۱ تفسیر لاہوری شیعہ) و اخباریکہ معارض و منافی برہان و محکم قرآن باشد او موضوع و مختلق متروک العمل وجوباً است ہر چند صحیح الاسناد باشد چہ منون ابہا فاسد و از احاد اند و اخبار احاد غیر ثابت قاطعہ من باب الظنون می باشند و تمسک و عمل بظن جائز نیست (ص ۱۵۲ تفسیر ابو القاسم شیعی)

اے عزیز **عبد العلی** سن اور ہمیں غور کر - ایک طرف قرآن کریم کا صاف اور محکم حکم موجود ہے - ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس الخ الذین اذا اصابتہم مصیبۃ الخ - (پ ۲ - س البقرۃ) کہ مصیبت کے وقت صبر کرو بھرا ے بھائی کیوں ہں **امام العابدین** پر توشوخ چشمی سے یہہ حربہ چلاتا ہے کہ انسے اپنے باپ کی مصیبت میں ۱۲ سال تک گریہ و بکا کیا اور ایک **پچی** اور بیہودہ روایت کے سہارے سے محکم قرآن ہی انکار کرتا ہے - اب اگر علماء شیعہ میں کچھ بھی انصاف ہے تو ذرہ غور کریں اور حدیث کو کتاب اللہ پر عرض کریں اور دیکھیں کہ یہہ حدیث یا اس جیسی اور احادیث کتاب اللہ کی محک پر کھری ثابت ہوتی ہیں یا نہ -

قرآن کریم کو **الحمد** سے لیکر **والناس** تک پڑھ ہو - اور ہمکو ایک آیت ایسی نکالکر بتلاؤ کہ کسی انسان کے مرنے پر رونا موجب ثواب اور دخول جنت ہے - اگرچہ وہ انسان نبی ہو یا نبی زادہ ہو -

مجھکو شیعہ کے اُس گروہ کی حالت پر بڑا رحم آتا ہے جو اپنی خوش اعتقادی سے زندہ درگور ہیں وہ کسی علمی اور تحقیقی بات کو اخذ کرنا پسند ہی نہیں کرتے - اللہ تعالیٰ انکو سمجھادے اور اسی ذات کے سمجھانے سے انسان سمجھ سکتا ہے - بھلا اے عزیز یہ تو بتلا کہ حدیث سند کے لحاظ سے کس پایہ کی ہے اگر اس حدیث کو بسند صحیح و موثق تمنے یا کسی شیعہ عالم نے آنحضرت صلعم تک پہونچا کر ثابت کر دیا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایکسو روپیہ نقد بطور انعام اسکی نذر کرونگا -

دیکھو تمہاری سادگی کس حد تک بڑھی ہوئی ہے - اگر تمکو کوئی کہے کہ (ک) سے مراد کشمیر اور (ی) سے مراد یارقند - اور (ع) سے مراد عربستان اور (ص) سے مراد (صورت) ہے تو تم کیا جواب دوگے -

اچھا ایک اور بات کہتے ہیں بالفرض وہی معنے ہیں جو تم کہتے ہو یا تمہارا بڑا فلاسفی **میر باقر داماد** کہتا ہے - مگر کیا نسبت ہے - ان حروف **مقطعات** کو اگلی عبارت سے ذکر رحمت ربک عبدہ ذکریا اذ نادی ربہ نداءً خفیا -

ہم کہتے ہیں کہ (ک) سے مراد کرب اور (ہ) سے مراد ہلاکت وغیرہ جو تم کہتے ہو مراد ہیں - مگر واقعہ متعلق اخبار حالات حضرت **یحیٰ** ہے نہ حضرت **حسین** کیونکہ سیاق و سباق اس قصہ پر منطبق ہوتا ہے - (تمہارے **فلاسفر** نے رجماً بالغیب جو کچھ جی میں آیا لکھدیا ہے) ہم تو تمام قرآن میں **حضرت حسین** علیہ السلام کا نام تک نہیں دیکھتے اور تم شیعی تمام قرآن کو انکی شان میں نازل خیال کرتے ہو - دیکھو **زید** کا نام قرآن میں مذکور ہے -

آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اور میرے تمام شیعہ بھائیوں کو فہم قرآن اور سمجھ عطا کرے - اللہم آمین -

خاکسار نذر علی محرر از تحصیل صوابی -

*

تحقیقات مسئلہ عزاداری

*

مبحث دیگر استدلال گریہ در مصائب حسین از کتاب اللہ

علماء لاہوری کہ در تشیع معروف بہ مجتہد سندو سندھ و پنجاب است از قرآن کریم عجب استدلال گریہ حسین کردہ است -

دلیل اوّل مولوی صاحب بلفظہ -

قولہ تعالیٰ - وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ الخ

(**بعضے** از مفسرین فریقین نوشتہ اند کہ جناب حضرت آدم بر شہادت ہابیل تا آنمدت گریست کہ او تعالیٰ بآنحضرت حضرت شیث عطاء فرمود) چشم بد دور چہ **استدلال** عالمانہ فرمودہ اند - مطلب مولوی صاحب مکرم اینست کہ چون حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باز مایان چرا از برائے حسین گریہ نکنیم - ازین آیہ شریفہ گریہ کردن حضرت آدم بر فرزند خود ہابیل ہرگز ثابت نمی شود نہ لفظاً و نہ معناً - نہ عبارتاً و نہ اشارۃً آراء **بعضے** مفسرین کہ از منطوق کتاب مجید و فرقان حمید بعد المشرقین داشتہ باشد اگرچہ فخر رازی باشد یا **علامہ** حلیؒ یا وزیر ہلاکو بدرد ما نمی خورد مقتداء و رہنماء ما قرآن کریم ہست و مارا عمل بکتاب اللہ باید کرد نہ بر آراء مفسرین - مفسرین ہم مثل ما انسان بودند اگر خطا کردند مارا نشاید کہ بخطاء شان عمل کنیم این بحث طول دارد و مطلب فوت می شود مختصر اینکہ دعوئے شما در نحن فیہ اینست - **قال المولوی بلفظہ** (قرآن ناطق ہست کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند)

حیف ہست اے مولوی کہ باین بزرگی در اثبات دعویٰ مے نویسی کہ (**بعضے** از مفسرین فریقین نوشتہ اند) در عبارت دو سطر اینقدر تعارض کجا نطق قرآن و کجا نطق مفسرین شما را لازم بود کہ بگوئید مفسرین نوشتہ اند نہ اینکہ قرآن ناطق است باین الخ - یا اگر می نوشتید کہ در تواریخ نوشتہ است یا در صحیفہ آدم نوشتہ است یا در تورات نوشتہ است البتہ دیبا گنجائش داشت تا بآن تواریخ در حدیث رجوع کردیم و حقیقتش لشما عرض می کردیم - مگر مولانا صاحب شما دعویٰ کردید کہ **قرآن ناطق باین سخن** کہ **انبیاء علیہم السلام** الخ و در اثبات دعوئے حوالہ بہ آراء مفسرین می دہید حالانکہ حقیر تمام این واقعہ را از قرآن کریم ہدیہ ناظرین می کند - تا دروغ بے فروغ مولوی صاحب بر اطفال مکتب و عوام و جہلا ہمہ اظہر من الشمس گردد - وہوہذا -

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ م إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ج إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ج وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ ط قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي ج فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ ۝

(پ ۶ - س المائدہ ر ۹)

ما این تمام آیات قرآنی را نوشتیم تا ہر صاحب بصیرت در آیات مذکور تدبر نماید کہ کدام جا نوشتہ است کہ حضرت آدم علیہ السلام از برائے پسر خود گریہ کرد در اینقدر قصہ طولانی یک جاء در ابتداء قصہ نام حضرت آدم مذکور است باقی در تمام قصہ نام آن حضرت ہم مذکور نیست - اگر حضرت آدم از برائے پسر خود گریہ کردہ باشد باید کہ بعد از واقعہ قتل پسرش مذکور می بود - از طرف خود این الفاظ را کہ قرآن نگفتہ در تفسیرش داخل کردن تحریف معنوی است آخر اے صاحب دانش درین قصہ گریہ کردن ... کدام الفاظ قرآن است - پس این ادعاء کردن کہ **قرآن ناطق ہست** کہ انبیاء علیہم السلام در مصائب خود گریستند ... شوخ چشمی و سوء ادب است باکتاب ... بالفرض اگر حضرت آدم در مصیبت پسرش گریستہ باشد - از برائے ما کے حجت می شود - شاید کہ در شرع خود ماذون گریستن باشد - و در **شرع محمدی** امر بصبر فرمودہ اند چنانچہ در تحریرات سابق دریافتی در تمام کتاب اللہ یک آیت قرآنی ہم ممد دعویٰ مولوی صاحب نیست و در اکثر جاہا امر فرمودہ اند کہ در مصائب وارد صبر کنید و تعریف صابرین در ہر جاء مذکور است و انشاء اللہ در مباحث دیگر ذکر خواہیم کرد -

خاکسار

نذر علی از صوابی

قہری زلزلہ پر خیالات

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دیہات اور چھوٹی چھوٹی بستیوں میں مکانوں اور جھونپڑوں کی از سر نو تعمیر و مرمت بھی ہونے لگی ہے مگر دہرم سالہ اور قصبہ کانگڑہ پالم پور اور جوالا مکھی میں جہاں بالکل تباہی آگئی ہے ابھی ایسا ہونا غیر ممکن ہے لیکن لوگوں میں کسی قدر اطمینان اور دلجمعی بیشتر سب جگہ پیدا ہوگئی ہے۔ ۱۱ اپریل کو زلزلہ کی خفیف خفیف حرکت بھی جو بعد ازاں کئی روز تک محسوس ہوتی رہی بند ہوگئی تھی گویا اب قدرتی خطرہ بھی مٹ گیا ہے اور اس کے ساتھ بدمعاشوں کی لوٹ کھسوٹ کا بھی خاتمہ ہوگیا جو غیر علاقہ سے یا دیہات سے ادہر ادہر سے نکلکر لوگوں کے مال و اسباب پر جو بچا رہ گیا تھا دست درازی کرجاتے تھے۔ اسبارہ میں فوج کی موجودگی اور پولیس کی کمک نے بڑا عمدہ اثر ڈالا ہے۔ اول اول جو جمعیت سب سے پہلے وہاں ہوئی ۱۹ ویں پنجابی پلٹن کی نصف کمپنی تھی جو [illegible] بذریعہ ریل پٹھانکوٹ آگئی۔ اور وہاں سے [illegible] پیدل کوچ کرکے دو روز میں دہرم سالہ ہوگئی۔ اور ۳۲ ویں پائونیرز کی ڈبل کمپنی ۱۰ اپریل کو روانہ کانگڑہ ہوئی ہے۔ ایک اور دستہ [illegible] والا تھا جو [illegible] کارٹ روڈ کی مرمت کرنے گئے۔ آج ۱۱ کو ایک کمپنی سفر مینا کی سیدھی [illegible] بھیجی گئی ہے۔ جہاں پالم پور اور شاہپور کی [illegible] پل ٹوٹ گیا ہے۔ اسکی مرمت بڑا ضروری کام ہے کیونکہ دریائے مذکور بہت گہرا ہے اور آجکل بڑی تیزی سے بہ رہا ہے۔

دہرم سالہ میں گورکھا پلٹن نے بازاروں اور کھنڈرات سے لاشیں نکالنے کا کام بڑی مستعدی و عمدگی سے انجام دیا ہے۔ پانچ سپاہی کل افسر اور تین نرسیں وہاں مجروح یورپینوں اور گورکھوں کی نگرانی و تیمارداری پر مامور ہیں۔ اور ایک مستعد سول میڈیکل سٹاف بازار کے لوگوں کی خدمت میں مصروف ہے۔ ڈاکٹروں کی بہم رسانی کا سب سے بڑا ڈپو کوتوالی بازار میں قائم کیا گیا ہے جہاں سے بقدر ضرورت ہر طرف کو مدد پہنچ رہی ہے۔ وہاں میڈیکل افسر اور ہاسپٹل اسسٹنٹ مختلف سنٹروں میں کام کر رہے ہیں۔

پولیس کے متعلق خبر ہے کہ ہر تھانہ میں کچھ زاید جوان بطلم کر بھیجدیئے گئے ہیں کہ تمام

دیہات کا پہرہ دیتے ہیں۔ موتوں کی رپورٹ کردیا کریں۔ اور جہاں کہیں زخمی لوگوں کو امداد کی ضرورت ہو اسکے متعلق فوراً اطلاع دیں لیکن افسوس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو زخمی ہیں ان میں اکثر و بیشتر ایسے ہیں جنکا جانبر ہونا محال ہے۔ بچنے والے وہی ہیں جنکو صرف خفیف خراشیں آئی ہیں۔ یا جن کے چوٹ بالکل لگی ہی نہیں۔ کثرت اموات کا بڑا سبب یہ ہے کہ زلزلہ اکثر جگہ بالکل اچانک آیا اور لوگ کسیطرح اپنی جان نہ بچا سکے۔

مرنیوالوں کی ٹھیک تعداد کے مکمل رپورٹوں کی بناپر ابھی تخمینے ہی تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ باور کرنے کی بڑی وجوہ ہیں کہ تحصیل کانگڑہ اور پالم پور کی نسبت جو اعداد و بیان ہوئے وہ قریباً صحیح ہوں گے۔ اگرچہ کانگڑہ کی ایک رپورٹ میں وہاں کا نقصان جان صرف ۳ سو ہی بیان کیا گیا ہے اور ایک اور خبر میں ہزار اور ڈیڑھ ہزار کے درمیان۔ ٹھیک ٹھیک اور تفصیلی حالات دریافت کرنے کی حتی الامکان بہتیری کوشش کیجارہی ہے اور ابھی ان کے معلوم ہونے میں چند روز اور لگیں گے یہ تو یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ دہرم سالہ بازار میں منجملہ دو ہزار کے ساڑے ۳ سو آدمی مرا ہے۔ اور خدا کی شان کہ جہاں آس پاس کے بہت سے گاؤں بالکل ہی بچ رہے وہیں چند میل کے اندر اندر بعضے بالکل تباہ و برباد ہوگئے۔ لاٹ صاحب بہادر قصبہ کانگڑہ دہرم سالہ اور غالباً پالم پور کو بھی ملاحظہ فرمانے تشریف لے جائیں گے۔ کرنیل لمبر کمشنر حفظان صحت ۱۲ اپریل کو شاہپور سے روانہ دہرم سالہ ہونیوالے تھے۔ باوجودیکہ لاہور میں اس تباہی کی خبر ۵ کی صبح کو پہونچی یہ معلوم ہوتا ہے کہ فوجی حکام نے وہاں اب تک حیرتناک کارگذاری اور مستعدی دکھلائی ہے۔

شملہ سے ۱۱ اپریل (۱۱ بجے صبح پر ۲۷ منٹ گذرے) کہا جاتا ہے کہ یہاں دس بجے پر ۳۸ منٹ گذرے پر ایک زلزلہ کا جھٹکا محسوس ہوا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسکی حرکت برابر بڑھتی ہی جاتی ہے۔

لاہور ۱۰ اپریل پالمپور کی ایک چٹھی سے جو کلو کے کرنیل رنکن نے بھیجی معلوم ہوتا ہے کہ وادی میں اس زلزلہ سے کسی یورپین کو گزند نہیں پہونچا۔ مگر تمام تحصیل ڈاک بنگلہ اور ڈنبار برج میں البتہ بڑا نقصان ہوا ہے۔ کئی افسر [illegible] اور ان کے اہل عیال کے صحیح سلامت ہونیکی خبر ہے جو وہاں سے بچکر نکل گئے تھے بعضوں کے خفیف چوٹیں آئیں مگر اب وہ تندرست ہیں پالم پور میں ۳ سو دیسی تو بالکل ہی ہلاک ہوگئے۔ اسیطرح دو ستو تعبہ سلطانپور میں منڈی اور سکیت میں بھی بڑا نقصان ہوا بتاتے ہیں۔ سفارش کیگئی ہے کہ شملہ سے وہاں دواؤں وغیرہ کا ذخیرہ جانا چاہیے۔

صاحب کمشنر جالندہر دہرم سالہ سے ۱۰ کو رپورٹ کرتے ہیں کہ دہرم سالہ میں محکمہ سول کے دیسی کل ۴۴۴ مرے یعنے ۳۰۸ تو بازار کے لوگ اور یورپینوں کے ملازم اور ۱۳۶ آدمی جیل اور پولیس کے۔ یہ سب نکالکر جلا دیئے گئے یا دفن کردیئے گئے ہیں۔ صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ میرے اندازہ سے پالمپور تحصیل میں ۳ ہزار آدمی تلف ہوا ہے۔ کانگڑہ کی تحصیل میں ۱۰ ہزار۔ ایک اور اطلاع آئی ہے کہ دہرم سالہ (کے سوا ملٹری سٹیشنوں) پالمپور کانگڑہ اور جوالا مکھی میں بڑی بڑی جگہوں پر میڈیکل امداد کے سنٹر قایم کردیئے گئے ہیں۔ دیہات کیلئے بھی ڈاکٹروں اور ذخیرہ ادویات وغیرہ کا انتظام ہو رہا ہے اور مدد برابر پہونچ رہی ہے۔ راجہ صاحبان نادون۔ گولار۔ اور لمبا گراؤں کی تحقیقات ہو رہی ہے کہ آیا کچھ مزید امداد درکار ہے۔ اور مقامی نیٹو لوگوں سے صاحب کمشنر جالندہر بذات خود پوچھتے ہیں اور خبر گیری کرتے ہیں پولیس کو حکم ہوا کہ دیہات میں جاکر دیکھے کہ آیا جہاں جہاں ڈاکٹری امداد کی ضرورت تھی وہ پہونچ گئی ہے یا نہیں۔ چونکہ پٹھانکوٹ تک آمد و رفت بڑی آسان ہے اسواسطے بہت سے زخمی پنجاب کی طرف بھی اتر آئے ہیں۔ اگر منڈی۔ سکیت کلو میں ضرورت ہوئی تو شملہ سے ڈاکٹر وغیرہ ادہر بھی بھیج دیئے جائیں گے۔

۱۰ اپریل کو صاحب کمشنر جالندہر نے دہرم سالہ سے تار دیا کہ پالمپور تحصیل میں صرف ۳ یورپین ہلاک ہوئے ہیں اور باقی چند کے صرف خفیف چوٹیں لگی ہیں۔ راجہ صاحب منڈی کو کچھ گزند نہیں پہونچا۔ تحصیل پالم پور کے اکثر انگریز اسوقت پالم پور خاص ہی میں خیمہ زن ہیں۔ وہاں ڈیرے خیمے اور ضروری میڈیکل سامان پہونچ گیا ہے اور ابھی اور پہونچنے والا ہے۔ کلو کے یورپینوں کی بابت کوئی اطلاع نہیں ملی۔ مگر مسٹر ملر لکھتے ہیں کہ کلو منڈی اور سکیت میں نقصان جان بہت کم ہوا ہے۔ پالم پور کا سلسلہ تار ۱۰ کو پھر جاری ہوگیا ہوگا۔ مسٹر ملرائی سی۔ایس۔ اپنی ایک چٹھی میں بیان کرتے ہیں کہ میں راجہ صاحب منڈی کے ساتھ ۲۰ اپریل کو دہرم سالہ سے چلا تھا شب درمیان ۳ و ۴ پالم پور میں گزاری ۴ کی صبح کے ۶ بجے یکایک اینٹیں اور چونہ وغیرہ میرے سینہ اور سر پر گرنے لگا جس سے میں بیدار ہوگیا۔ میں اپنے بستر تلے چھپ گیا پھر مکان کی چھت مجھپر آپڑی جس سے پلنگ ٹوٹ گیا اور میں دب گیا۔ نوکر نے جب میری چیخ پکار سنی تو وہ دوڑا آیا اور اس نے مجھے بصد دشواری نکالا پھر لوگوں نے جاکر راجہ صاحب کو کمرہ سے نکالا۔ ان کے سر میں خفیف سی خراشیں آئیں۔ کوئی منٹ بعد وہ

مکان بالکل ہی مسمار ہوگیا۔

لاہور کے فوجی ڈویژن میں سے دہرم سالہ کی سڑک کو درست کرنے کیلئے ان فوجون کو حکم ملا تھا جو میاں میر سے پٹھانکوٹ تک بذریعہ ریل گئیں اور وہاں سے دہرم سالہ تک پیدل کوچ کرسکے۔ ایک ڈبل کمپنی ۳۴ ویں پائونیرز کی جو ۷ اپریل کو میاں میر سے چلی اور ایک اور کمپنی اسی پلٹن کی جو ۹ کو روانہ ہوئی ۳۰ آدمی فوجی بیلداروں کے جو ۸ کو گئے۔ اور ایک ڈبل کمپنی ۳۲ ویں پائونیرز کی سیالکوٹ سے بذریعہ ریل جالندہر روانہ کیگئی وہاں سے پیدل کوچ کرتی ہوئی ہوشیارپور کے رستہ کانگڑہ پہونچی ہوگی۔ ہوشیارپور کے لوگوں نے بھی کچھ خچر سامان رسد سے لادکر دہرم سالہ و کانگڑہ کو بھیجے ہیں۔ لاہور کے آریوں نے بھی ایسا ہی کیا جسکا ذکر پہلے ذکر آچکا ہے۔ ان کے ۷-۶ ایجنٹ کانگڑہ پہونچ گئے ہیں۔

مختلف نوٹ

اگرچہ دنیا کی مختلف سالی کتابوں پر بڑی محنت صرف کیگئی ہے کہ تہوڑا جو انڈے کے قریب بدھ کی یادگار ہے اسمیں سات سو مندر ہیں ہر مندر میں سنگ مرمر کی ایک سل ہے جسپر بودھ مذہب کی کل کتاب مقدس کندہ ہے اس کتاب میں ۵ ملین سے زیادہ مقطع الفاظ ہیں۔ یہ منار ایک مربع میں ہیں اور بیچ میں بڑا مندر ہے۔

ہر ایک روز مبارک ہے۔ ہفتہ کے تمام دنوں کو کسی نہ کسی قوم نے متبرک مانا ہے۔ مثلاً یونانی پیر کی تعظیم کرتے ہیں ایرانی منگل کو متبرک سمجھتے ہیں اسیریا کے باشندے بدھ پر فدا ہیں مصری جمعرات کی قدر کرتے ہیں مسلمان جمعہ متبرک سمجھتے ہیں اور غریب یہودی سنیچر کو یوم السبت قرار دیتے ہیں۔ عیسائی اتوار کو

صرف ہندوستان ہی میں عیسائیوں کو بیجا رعائتیں نہیں دیجاتی ہیں اخبار پریس ہانگ کانگ رقمطراز ہے کہ ہانگ کانگ میں بہت سے چینی محض اس خیال سے عیسائی ہوتے جاتے ہیں کہ صوبہ کے مجسٹریٹوں کی اجلاس میں جب عیسائی اور غیر عیسائی فریقین کا مقدمہ پیش ہوتا ہے تو فیصلہ ہمیشہ عیسائیوں کے موافق دیا جاتا ہے۔

طاعون اور زلزلہ میں ایک عجیب فرق اور ایک عجیب مشابہت ہے۔ مشابہت تو یہ ہے کہ دونو انسانی زندگی کے دشمن ہیں طاعون اور زلزلہ دونوں نے امسال ہزاروں کو بار زندگی سے نجات دی بس یہ تو مشابہت ہے فرق یہ ہے کہ طاعون ان کو شکار کرتی ہے جو نچلی منزل میں رہتے ہیں اور زلزلہ ان لوگوں پر حملہ آور ہوتا ہے جو بالائی منزل

اسلامی تمدن و ہسپانیہ

جس مضمون پر مجھے لکھنے کو کہا گیا ہے وہ میرے لئے مدت مدید سے خاص دلچسپی رکھتا ہے۔ میں اپنی تالیفات بالخصوص تاریخ عرب میں اس بحث پر مفصل لکھ چکا ہوں۔ اسلئے مجبوراً بہت سی پرانی باتوں کا اس لکچر میں اعادہ ہوگا۔ تاہم میں کوشش کرونگا کہ میرا اعادہ بھی دلآویزی سے خالی نہ رہے۔ واقعات ہمیشہ وہی رہتے ہیں ہم صرف انکے بیان کرنے کے طرز و انداز کو بدل سکتے ہیں۔

یہ اب عام طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ یورپ کے موجودہ تمدن میں جو بہترین باتیں ہیں وہ درحقیقت بالواسطہ یا بلاواسطہ عربی اثرات کا ہی نتیجہ ہیں مگر عجیب امر ہے کہ اس اعتراف کے باوصف مسلمانوں نے ہسپانیہ میں تہذیب و تمدن کی جو کچھ خدمت کی اسکی نسبت ابھی تک یورپ میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ امر چندان حیرت انگیز نہیں پرانے تعصبات جلد دور نہیں ہوتے۔ اور مذہبی بلکہ پولیٹیکل عداوت و مخالفت باسانی کم نہیں ہوتی۔ عام مغالطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ہسپانیہ کی فتح مسلمانوں کی اس عام خواہش کا نتیجہ تھی کہ اسلام کو بزور شمشیر پھیلایا جائے۔ معترض یہ سوچنے کی [illegible] کے محرک محض خیالات و اسباب ہوتے رہے ہیں۔ زمانہ حال ہی کیطرف دیکھو۔ فی الواقعہ شائستہ قومیں تو درکنار روسیوں تک کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ پس افتادہ قوموں اور نسلوں کو مہذب و شائستہ بنانے کیلئے اپنے مقبوضات کو بڑھا رہے ہیں۔ کانگو میں جو ابلیسانہ ظلم و ستم ہو رہے ہیں وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں لیکن باینہمہ تمام یورپینوں کا یہی دعویٰ ہے کہ وہ محض اس انسانی فرض کو ادا کرنے کیلئے افریقہ میں تسلط بڑھا رہے ہیں کہ جہالت کو دور کیا جائے۔ اس ایک مثال سے حضرت انسان کے وضع کردہ علم اخلاق کی حقیقت واضح ہو رہی ہے۔ مسلمان بھی ایک مقصد مد نظر رکھتے تھے۔ جو یہ تھا کہ خالص ترین مذہب کو دنیا میں رائج کریں۔ وہ بھی یہ سمجھتے تھے کہ قدرت نے انپر یہ فرض عاید کر دیا ہے کہ وہ دنیا کو بت پرستی کی خرابیوں سے پاک صاف کریں۔ پس اصولاً عربوں کے تسلط کی وسعت اور ہمارے زمانہ کی یورپین طاقتوں کی وسعت مقبوضات و دایرہ اثر میں کوئی بڑا فرق نہیں۔ فرق ہے تو یہ کہ مسلمانوں کے عمل بھی انکے زبانی دعووں کے مطابق ہوتے تھے۔ پولیٹیکل اسباب پر غور کیا جائے تو ظاہر ہو جائیگا کہ کن اسباب مسلمانوں نے بتدریج ہسپانیہ تک پہونچ جانے کے محرک ہوئے۔ جن اسباب نے انگریزوں کو بنگال سے پنجاب کی شمال مغربی سرحد تک پہنچا دیا ہے۔ فتح شام کے بعد مسلمان اسلئے مصر پر بڑھے کہ رومان حکمرانوں نے شام میں مسلمانوں پر دراندازیں شروع کر رکھی تہیں۔ مصر لیلیا تو رومیوں نے طرابلس الغرب کیطرف سے مسلمانوں کو ستانا شروع کر دیا۔ جس پر مسلمانوں کو مجبوراً تمام شمالی افریقہ پر بھی قبضہ کر لینا پڑا۔ اسلامی قبضہ سے اس سرزمین کا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ جو علاقہ اسوقت تک گوتھ۔ ونڈال اور رومی اقوام کے باہمی جدال و قتال کا رزمگاہ بن رہا تھا۔ اب امن کا خطہ ہو گیا۔

ہسپانیہ کی حالت اندنوں ناگفتہ بہ تھی۔ حکومت نے ہر [illegible] پر لاتعداد بہاری ٹیکس و محصول باندھ رکھے تھے [illegible] ہر طرح کی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہو گیا [illegible] کی زیادہ ستانی سے تنگ آکر اپنے [illegible] تھے۔ نہ صنعت رہی تھی نہ حرفت۔ زمین بھی [illegible] بنجر ہو گئی تھی۔ اراضی بڑے بڑے [illegible] جنگلے دنیادار اور پادری [illegible] عالیشان [illegible] دن رات رنگ رلیوں [illegible] غرق رہتے تھے۔ [illegible] و دہقان ادا کرتے تھے۔ یا مالکوں [illegible] جن سے کار و کاشتکاری [illegible] جیسے کہ [illegible] مبنتی غلاموں سے کام لیا کرتے تھے [illegible] چیزیں ملکیت [illegible] تھے حتی کہ وہ اپنے مالکوں کی بلا اجازت شادی بھی نہ کر سکتے تھے۔ اور اگر کبھی ایسی صورت پیش آتی کہ خاوند ایک مالک کے علاقہ میں رہتا ہو اور بیوی دوسرے مالک کے علاقہ کی باشندہ ہو تو ان کے بچے جو اولاد ہوتی دونوں علاقوں کے مالک برابر برابر بانٹ لیتے۔

عیسائیوں کی یہ حالت تھی تو یہودی رعایا سے کیسے نیک سلوک ہو سکتا تہا۔ یہ قوم بکثرت ہسپانیہ میں جا آباد ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں بادشاہ۔ پادری اور امرا سب ہر وقت انکا خون چوسنے کی فکر میں رہتے تھے حتی کہ ایک موقعہ پر تنگ آکر انہوں نے بغاوت کر دی مگر ناکام رہے۔ لاکہوں تہ تیغ ہوئے اور جو بچ رہے دوامی غلامی کا طوق ان کے گلے میں پڑ گیا۔ اسکے مقابل افریقہ کے پار اسلامی مقبوضات میں شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے۔ عدل و انصاف کا دور دورہ تہا اور وہ غریبوں کا ملجا و ماوی بن رہے تھے۔ چنانچہ ہزارہا ہسپانوی بلاتمیز عیسائی و یہودی کے اپنے بادشاہوں اور پادریوں کی دست بیداد سے لاچار ہو کر پناہ لینے کو اسلامی علاقہ میں چلے آرہے تھے۔ اندنوں راڈرک ہسپانیہ کا بادشاہ تھا جو وٹیزا کو قتل کر کے تخت پر قابض ہوا تھا۔ اسنے جولین گورنر سبطہ کی لڑکی فلورنڈا کی بیحرمتی کی جس سے مشتعل ہو کر مظلوم باپ نے دیگر ہسپانوی [illegible] سمیت عرب والیسرا سے بالحاح و منت درخواست کی کہ خدا کیلئے ہسپانیہ کو ان ظالموں کے پنجہ سے رہائی دلائی جائے۔ انکی فریاد کو منظور کر کے والیسرائے نے باجازت خلیفہ طارق ابن زیاد کے ماتحت ایک لشکر ہسپانیہ میں بھیجدیا اور اوسنے دو برس کے قلیل عرصہ میں کل جزیرہ نما کو فتح کر لیا۔ طارق کی فوج ۱۲ ہزار سے زیادہ نہ تہی۔ وہ سب سے اول اس موقعہ پر اترا جو اب تک اسکے نام سے جبرالٹر یعنے جبل طارق کہلاتا ہے۔ ہسپانیہ کی حکمران مسیحی قوم گوتھ کے ایک لشکر نے وہان اسکا مقابلہ کیا۔ مگر تہ تیغ کر دیا گیا اور طارق روڈرک کے پایہ تخت ٹولیڈو پر سیلاب کیطرح بڑھا چلا گیا۔ ہسپانوی بادشاہ ایک لاکھ فوج لیکر مقابلہ کو آیا [illegible] موجودہ شہر کے شمال میں دریا گواڈی لیٹ کے کنارے ہر دو فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ باوجود قلت تعداد اسلامی لشکر نے ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو ہسپانوی لشکر کو بری طرح بہگا دیا اور روڈرک دریا کو عبور کرتے وقت اسمین غرق ہو گیا۔ اس فتح کا اخلاقی نتیجہ جنگی نتیجہ سے بڑھا ہوا نکلا۔ ہسپانیوں کو پھر کبھی میدان میں عربوں سے لڑائی کرنے کی ہمت و جرأت نہ ہوئی۔

[illegible] طرز و انداز قوم کی حالت کا آئینہ ہے۔ [illegible] عادل اور بے تعصب ہو تو سمجھو [illegible] حکمران ہے۔ [illegible] ترقی یافتہ [illegible] ہسپانیہ کے مسلمان تہذیب [illegible] شائستہ قوم ہے کہ [illegible] اسلامی فتوحات سے سرزمین ہسپانیہ میں اعلیٰ طبقوں کے [illegible] حقوق و اختیارات کو یک قلم کالعدم کر دیا۔ اور تمام سنگین محاصل [illegible] جن سے صنعت و حرفت معدوم اور آبادی کا درمیانی طبقہ قلاش ہو گیا تہا موقوف کئے گئے خود ایک مستند عیسائی کا قول ہے کہ مسیحی حکومت کے زمانہ کے تکلیف دہ بے اصول و قاعدہ محاصل کی جگہہ مسلمانوں نے تشخیص محاصل کا ایک برجستہ معقول اور عادلانہ طریقہ قایم کیا۔ تشخیص محاصل کی بجائے انہوں نے زیر کاشت اراضی پر محصول باندھا جو مسلمان اور غیر مسلمان سب کے لئے یکسان تہا۔ معاملہ اراضی کے علاوہ مسلمانوں کیلئے زکوۃ کا ٹیکس تہا اور غیر مسلموں کیلئے جزیہ۔ جزیہ بہت ہلکا اور بہر موجودہ انکم ٹیکس کیطرح ہر شخص کی استطاعت کے حسب حال تہا اور سال میں بارہ ماہوار قسطوں سے وصول کیا جاتا تھا۔ راہب عورتیں اور بچے اس سے مستثنے تھے۔ نیز اپاہج۔ نابینے۔ مریض مفلس اور غلام۔ معاملہ زمین کی حیثیت کے مطابق لگایا جاتا۔ بنابریں زرعی روزگار پر اس کا کبھی برا اثر نہ پڑتا تہا۔ مظلوم و مغضوب یہودیوں کو کامل مذہبی ازادی دیگئی۔ اور عیسائیوں کو اس کے علاوہ یہ مزید رعایت ملی کہ ان کے باہمی تنازعات انہی کی رسم و رواج اور قدیم قوانین کے مطابق انہی کے ہم مذہب جج فیصلہ کیا کریں گے۔ سب سے بڑھکر فایدہ جو اسلامی فتح سے ادنیٰ طبقہ کی آزادی کو پہونچا یہ تھا کہ غلامی کی لعنت [illegible] مساوات کے درجہ پر کر دیئے گئے۔

اسلامی پیشقدمی پر اکثر عیسائی باشندے شہر و دیہات چھوڑ کر بہاگ گئے تھے۔ مگر جب ان کو اس شریفانہ برتاؤ کی خبر پہونچی تو سب بلاتامل واپس آگئے۔ بلکہ پادری اور راہب بھی بقول مورخ ڈوزی واپس آکر بطیب خاطر مسلمانوں کے تابع ہو گئے۔ ایک اور زندہ مورخ لکھتا ہے ”مسلمانوں نے جس خوش اسلوبی سے وہ عجیب حیرت انگیز حکومت کو قایم اور وضع کیا۔ زمانہ سلف کیلئے وہ عجوبہ سے کم نہ تھی۔ جبکہ تمام یورپ وحشیانہ جہالت اور جدال و قتال میں غرق تہا صرف یہی ایک حکومت تھی جس نے علم و فضل اور تہذیب و تمدن کی مشعل کو مغربی یورپ میں خوب روشن کر رکھا تہا۔ آجکل کے یورپین یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانوں سے پیشتر گوتھ اور ونڈال کی وحشی قوموں کے ٹڈی دل جسطرح جس ملک میں پہونچتے وسے تباہ و ویران کر دیتے تھے اسیطرح عربوں نے بھی کیا ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس جیسے انصاف۔ اور جس عقلمندی اور نرمی سے عربوں نے ہسپانیہ پر حکومت کی۔ اوسے نہ پہلے کبھی نصیب ہوئی اور نہ بعد میں۔ چنانچہ یہ تحکم معمہ کہ ان عربوں نے حکمرانی اور نظم و نسق کا یہ ملکہ سیکہا کہان سے کیونکہ وہ صحاری عرب سے نکلکر گویا چشم زدن میں اندلسیہ آپہونچے تھے۔ مسلسل فتوحات کے سریع سلسلہ کے دوران میں غیر قوموں پر حکومت کرنے اور انکو قابو میں کر لینے کا ڈہب سیکہنے کیلئے کچھ بھی مہلت ان کو نہ ملی تھی۔“

ہسپانیہ میں جو عرب جاکر آباد ہوئے وہ زیادہ تر ایسے ممالک مثلاً مصر و شام و ایران سے آئے۔ جو زرخیز تھے۔ اور ساتہ ہی یہودیوں کیطرح جو عربوں کے بعد جلد وہان پہونچ گئے تھے۔ عرب تجارت سے بھی خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ ان کے اس طبعی میلان کو پیغمبر کی تعلیم سے بھی بہت تقویت پہونچ گئی تھی۔ کیونکہ اپنے کسب و محنت کو مذہبی فرض قرار دیدیا تہا۔ بنابریں عربوں نے ہسپانیہ کے طبعی وسایل پیداوار کو نشو و نما دلانیکا کام بے نظیر ہمت و مستعدی سے شروع کر دیا۔ اور تہوڑی مدت میں مسلمانوں کے زیر حکومت اندلسیہ یورپ بہر میں زرخیز ترین اور سب سے خوشحال و مہذب ملک ہو گیا۔ آٹھویں صدی مسیحی کے وسط میں مغربی ایشیا ایک عظیم انقلاب کا منظر بن رہی تھی جسکا اثر دور دور تک پہونچا۔ یعنی اسلامی حکومت جمہوری اصول کی تہی بنی امیہ نے اسکو منسوخ کر کے مطلق العنان سلطنت قایم کی۔ ان بادشاہوں نے قومی نخوت و تکبر اور اسکی وجہ سے دوسری قوموں سے علیحدہ اور کہنچے کہنچے رہنے کی جو پالیسی اختیار کی اوسکا حسب معمول یہی نتیجہ نکلا کہ محکوم اقوام کو حکمران جماعتوں سے ہمدردی نہ رہی اور نہ ان

زوال آیا۔ راستہ صاف ہو گیا تو سنہ ۷۵۶ء میں اس اس بدنصیب خاندان کا ایک فرد بھاگ کر ہسپانیہ جا پہنچا۔ اور وہاں اس نے اپنی سلطنت کی بنا قائم کی کہ ملک کے بہ دلچسپی تماں کسی زمانہ میں نصیب نہوئی۔ یہ سارا عرصہ ہسپانیہ کی کمال خوش قسمتی کا زمانہ تھا۔ قرطبہ کے اموی خلفا کے زیر فرمان گذرا۔ اس خاندان کا آٹھوان بادشاہ اندلس کے تمام فرمانرواؤں میں لائق و قابل ترین مانا گیا۔ اس کے عہد میں سلطنت از سرتا پا خوشحال و مامون تھی۔ پولیس کا نظام اور ضبط مکمل تھا۔ اور سیاح و تاجر کسی سے کشمن علاقوں میں بے خوف و خطر گذر سکتے تھے۔ ضروریات زندگی ارزان تھیں عام دہقانوں کا لباس بھی خاصہ قیمتی اور عمدہ ہوتا تھا وہ نہ سے غریب کے پاس بھی سواری کیلئے گھوڑا موجود رہتا۔ عام رعایا کی مرفہ الحالی کی ایسی نظیر دنیا کا کوئی ملک شاید ہی دکھا سکیگا۔ یہ نقشہ میلر [illegible] ایک قدیم مشہور جغرافیہ [illegible] کے الفاظ کا جو ترجمہ کر دیا ہے جس سے اس زمانہ میں کل ہسپانیہ کی سرسبزی اور [illegible] کا ثبوت ملتا ہے اور یہ خوشحالی اور [illegible] ہسپانیہ کا باشندہ [illegible] وہاں کے فرمانروا کی [illegible] قیصر بادشاہ کی [illegible] میں ہے تھا [illegible] برکات کا [illegible] خوشحالی پر منحصر۔ تمام مورخ متفق ہیں کہ اس [illegible] کی داخلی [illegible] اور ملک [illegible] اقتصادی حالت میں ایک حیرت انگیز جولانی ڈالدی۔ اس نے تمام مذاہب و اقوام کو ملک کا یکسان [illegible] شمار اور محب بناکر ایک نایاب قوم ملت کردیا۔ اور کامل مساوات کو اپنی حکومت کا مقدم [illegible] سمجھا۔ مگر بقول ڈوزی اس شخص سے کام بڑا حیرت انگیز نہیں بنتا کہ خود وہ شخص ہے۔ اسکی دماغی قوت فراست اور استعداد دیکھنا کہ یہ عالم تھا کہ ادنی سے ادنی تفصیلی وجزئی امر سے لیکر بلند ترین خیالات و تجاویز تک سب پر اسکی یکسان نظر تھی۔ اس کامل دانا شخص نے تمام رعایا کو یکجان بنایا اور وحدت قومی کی بنا قائم کی۔ تمام کاروبار سلطنت کو ایک جنتری میں سے نکالا۔ بادشاہت کو اس کے اصل معنوں میں قائم کر دکھایا۔ دوسری حکومتوں سے اتحاد کرکے دول عالم کے ابین ایک پیسا پولیٹکل موازنہ قائم کیا۔ کہ کسیکو اسمین مخل ہونیکی جرات نہ ہوئی تعصب کا نام نہ تھا۔ یہود نصرانی و مسلم سب اسکی نظر میں ایک تھے اور اسکی مجلس شوری میں ہر مذہب کا معتقد موجود تھا۔ یہ وصف زمانہ وسطی کے کسی فرمانروا میں نہیں ملتے۔ بلکہ زمانہ حال کے

مدبرون اور بادشاہوں میں بھی کم ہی اس معیار میں پورے اترے ہیں۔ یہ ایک عیسائی کے الفاظ میں۔ میرے نہیں۔ کہ کسیکو یہ خیال گذر جائے کہ میں اپنے ہم مذہب کی تعریف میں غلو کر رہا ہون۔

اس نامور کا بیٹا حکم ثانی ویسا ہی روشن خیال تھا۔ مورخ ابن خلدون لکھتا ہے وہ حکم ادب اور علوم و فنون کا عاشق تھا۔ علم و فن کا ہر شعبہ اسکے عہد میں کمال کو پہونچا۔ اندلس کی اسلامی حکومت کا اسلوب اور ڈھنگ بتا رہا ہے کہ مسلمانان ہسپانیہ تمدن و شایستگی کے کیسے اعلی درجے تک پہونچے ہوئے تھے۔ خلیفہ صدر اعلی اور مرجع کل تھا۔ مگر کاروبار سلطنت کا اعلی انصرام وزرا کے ہاتھ تھا۔ ہر صیغہ ایک علی[illegible] وزیر کے تفویض تھا۔ جو کاتب الدولہ کہلاتا تھا۔ سکرٹری آف سٹیٹ اسکا ٹھیک ترجمہ ہے۔ اس افسر کے ماتحت متعدد منشی ہوتے تھے۔ یہ افسر وزیر کا خطاب رکھتے تھے۔ لیکن چونکہ خلیفہ کی مجلس شوری کے عام ممبر بھی وزیر کہلاتے تھے جن وزرا کے ہاتھ میں محکمہ جات سلطنت کا انتظام ہوتا تھا وہ وزیر ذوالوزارتین یکبار سے جانے تھے۔ ایک معمولی ایک کاتب الزمان کا تھا۔ جسکے ذمہ خلیفہ کی [illegible] اغرض [illegible] کا کام [illegible] [illegible] مسلمانان [illegible] اور عیسائی باشندوں [illegible] سلطنت کے [illegible] مذہب [illegible] [illegible] والوں کیلئے [illegible] اور عیسائی [illegible] بے تعصبی اور مساوات و شایستگی کا دعوی کرنیوالی موجودہ سلطنتیں اس قدیم اسلامی سلطنت اور [illegible] حکومت کو سبق و اصول [illegible] میں۔

وزیر مذکور کے ماتحت تھے ایک صیغہ مال صیغہ خارجہ۔ صیغہ عدالت عامہ تعلیم۔ حربی سپاہ و بحری فوج جو امیر البحر کہلاتی تھی۔ صاحب [illegible] کا صیغہ جدا گانہ تھا جسکا اعلی افسر صاحب الاشغال کہلاتا تھا۔ یہ انگریزی لفظ گورنر اسیکا بگڑا ہوا ہے۔ پولیس کا محکمہ بھی ایک قایم بالذات صیغہ تھا۔ اور اس کے وہی فرایض تھے جو موجودہ زمانہ کی پولیس کے ہیں۔ خفیف جرایم معمولی پولیس کے چالانی مقدمات کی سماعت کیلئے مجسٹریٹ مقرر تھے جو صاحب المدینہ یا القاید کہلاتے تھے ہسپانوی لفظ القید اسیکا بگڑا ہوا ہے۔ یہ مجسٹریٹ جج (قاضی علاقہ) کے زیر ہدایت کارفرما ہوتے تھے۔ رات کو تنخواہ دار چوکیدار لالٹینیں اور محافظ کتے ساتھ لئے کوچہ و بازار میں تا علاقہ گشت کرتے تھے۔ بحری بیڑہ کا اعلی افسر امیرالبحر یا امیرالبحر کہلاتا تھا۔ ہسپانوی امیرال اسکی مسخ شدہ شکل ہے۔ امیرل

سے انگریزی میں ایڈمرل ہو گیا۔ سرکاری کارخانے جہان آلات حرب تیار ہوتے تھے۔ دارالصنع کہلاتی تھی۔ انگریزی لفظ ارسنل اسی سے مشتق ہے۔ مسلمانان اندلس کی تاریخ کو بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ ترقی کے ہر شعبہ اور علم و ہنر کی ہر شاخ میں اپنا نشان چھوڑ گئے ہیں۔

اموی حکومت کا پایہ تخت قرطبہ تھا۔ ابتدائی عرب گورنرون نے بھی گو وہان عالیشان عمارتیں تیار کرکے اسکی رونق و زینت کو بڑھایا۔ لیکن اسکے اقبال کا زمانہ اصل میں خود ہسپانیہ میں اموی بادشاہت قائم ہونے کیوقت سے شروع ہوا پہلے سے لیکر آخری فرمانروا تک اسکی زیب و زینت کی افزایش کا سلسلہ برابر قائم رہا۔ سب سے مقدم کام شہر میں پانی لانیکا سمجھا گیا۔ اسکے متعلق انہوں نے شہر کے ہر حصہ میں پختہ مسقف نہریں اور بلند حوض و تالاب تعمیر کئے۔ عرب پانی کے عاشق زار تھے۔ کوئی معمولی سے معمولی محل اور قصر ایسا نہ تھا۔ جسکے ساتھ باغ نہ ہو اور اسمین شفاف پانی کی نہریں نہ بہہ رہی ہون اور فوارے نہ اچھل رہے ہون آب رسانی کے کامل انتظام کے دوش بدوش تفریح عام کیلئے ہر شہر میں وسیع باغ تیار کئے گئے جنمین نایاب و بارآور اور بہترین پھل دینے والے پودے اور درخت لگائے گئے۔ سڑکون اور بازارون کے دورویہ بیلون کے [illegible] [illegible] یورپ میں چودہوین صدی عیسوی [illegible] سولہوین صدی میں شروع ہوا۔ مگر قرطبہ کے بازار نوین صدی میں۔ صرف یہی نہیں کہ نہایت ہموار اور پختہ تھے بلکہ ہر سڑک کے دورویہ دوسری سطح سے کسیقدر بلند [illegible] پہلے ہی سے موجود تھے اندلس قرطبہ کی جو عظمت و شوکت تھی اسکا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ انسان دس میل تک عالیشان مکانات کی دورویہ قطار کے درمیان لیمپ کی روشنی میں چلا جا سکتا تھا۔ شہر ۲۴ میل لمبا اور ۶ میل چوڑا تھا۔ اور یہ تمام رقبہ عام مکانات محلات مساجد اور باغات سے ڈھنپا ہوا تھا جو دریائے وادی الکبیر کے کنارہ کنارہ چلے گئے تھے فصیل شہر سے باہر مضافات میں بھی اسقدر آبادی تھی کہ وہ ۲۸ حصوں میں تقسیم کیگئی تھی۔ اور سب جگہ کے باشندے یکسان آسودہ و مرفہ الحال تھے ہر محلہ میں وہان کے باشندون کی ضرورت کے حسب حال مسجدیں۔ منڈیاں اور حمام موجود رہتے۔ آٹھوین صدی سے لیکر پندرہوین صدی تک جو زرعی خوشحالی ہسپانیہ کو حاصل رہی۔ دنیا کا کوئی ملک اسکی برابری نہیں کرسکتا۔ مسلمانوں نے زراعت کو علم کے درجہ تک پہونچا دیا۔ اور حیرت انگیز مستعدی۔ محنت۔ لیاقت علم۔ پختہ و خام نہرون کی تیاری سے ملک کے طبعی وسایل پیداوار کو یہانتک نشو و نما دیا کہ مورخ و سیاح دیکھکر حیران رہجاتے۔ انکو اسبات کا بخوبی علم ہو گیا تھا کہ کونسی زمین کس فصل و جنس کے مناسب حال ہے چنانچہ انہوں نے اس استعداد معلومات اور لیاقت خداداد سے بنجر سے بنجر قطعات کو بھی رشک ارم بنا لیا۔ چاول

نیشکر۔ کپاس۔ زعفران وغیرہ وغیرہ کے علاوہ سینکڑوں [illegible] اور میوے اول اول عربون نے ہی یورپ میں پہونچائے اور انہوں نے ہی انکی کاشت وہان شروع کی۔ ان پہلون کے نام اگرچہ اسقدر بگاڑ دیئے گئے ہیں کہ اب بدقت انکی عربی الاصل ہونیکا پتہ چلتا ہے عربی الاصل ہونیمین کلام نہیں ہوسکتا۔ انگریزی الفاظ اورنج (نارنج) سیفران (زعفران) کاٹن (قطن) اور شوگر (سکر) چند زبردست مثالیں موجود ہیں۔ ریشمی کیڑے کی پرورش اور ریشمی پارچات کی تیاری اور چینی کی صنعت عربون ہی نے ہسپانیہ میں رایج کی۔ اور نیل سے کپڑے رنگنے کے موجد بھی وہی ہیں [illegible] رنگنے۔ اور اسپر نقش و نگار بنانے کے فن میں انکو یدطولی حاصل تھا ہسپانیہ سے نکالے جانے پر وہ اس فن کو اپنے ساتھ فاس [illegible] کو لیگئے۔ جہانسے وہ انگلستان پہونچا۔ اسیو جہ سے اسطرح کا [illegible] ہوا چمڑا انگلستان میں مراکو و قرطبہ کہلاتا ہے۔ مٹی کے روغنی برتن بنانے کے پہلے موجد بھی وہی ہیں عمارت پر بیل بوٹے دار پچی کاری کرنے کی طرز ابتک انہی کے نام سے یورپ میں عربسک کہلاتی ہے جاندار اشیا کی تصویر بنانے کی مخالفت کیوجہ سے مسلمانون نے پہلے بیل بوٹون پر اکتفا کیا۔ پھر عربی حروف کی طرز املائی فایدہ اٹھاکر خوبصورت کتبے بطور آرایش تیار کرنے شروع کئے۔ اور رفتہ رفتہ طیور و حوش کی تصویریں بھی بنانے لگے گو [illegible] [illegible] یہ صرف خلفا و امرا کے ہی محلون تک محدود رہیں عام طور پر انکا مسلمانوں کی عمارات میں بالکل رواج نہ ہوا۔ تہذیب و تمدن کے کئی انسانی لوازمات کیلئے بھی یورپ دراصل عربوں کا ممنون احسان ہے قمیص جسکا عربی نام ہی کل یورپ میں رائج ہے عربوں کی اختراع ہے۔ سوفا جسکا اب انگلستان میں رواج ہی نہیں رہا یورپ میں عربوں کی ہی یادگار ہے۔ ساٹن کو یہ جرمن زبان میں ابتک خالص عربی لفظ اطلس مروج ہے اس قسم کی سینکڑوں مثالیں پیش ہو سکتی ہیں تاہم ایک اور مثال کا ذکر ضروری ہے۔ یورپین اقوام کا ایک نہایت ہی پیارا نسوانی نام مارگرٹ بھی دراصل عربی لفظ مروارید (موتی) کی کسیقدر بدلی ہوئی شکل میں چلا رہا ہے۔

خلفا قرطبہ کا یہ اصول تھا کہ علم جتنا عام ہو تھوڑا ہے۔ بنابرین انکی سلطنت میں مدارس اور کالجوں کا کوئی حد و شمار نہ رکھیا تھا۔ بقول ڈوزی ہسپانیہ میں ہر شخص ہسپانیہ میں لکھ پڑھ سکتا تھا۔ مگر مسیحی یورپ میں پادریوں کے سوائے اعلی مدارج لوگ بھی محض جاہل ہوتے تھے۔ ہر بڑے شہر میں متعدد کالج ہوتے تھے۔ جنکا مجموعہ یونیورسٹی کہلاتا تھا۔ قرطبہ کی یونیورسٹی بغداد و قاہرہ کی یونیورسٹیوں سے برابری کا دم مارتی تھی۔ اور انگلستان۔ اٹلی و فرانس وغیرہ مسیحی ممالک سے سینکڑوں عیسائی نوجوان وہان داخل ہوکر مسلمانوں کی فلسفہ اور علم سے بہرہ [illegible] ہوتے تھے۔ ہر یونیورسٹی ایک ریکٹر (اعلی افسر) کے تابع ہوتی تھی۔ جو اپنے علاقہ کے نامور ترین علما میں سے بلالحاظ مذہب و قوم منتخب کیا جاتا تھا۔ چنانچہ بارہا ان عہدوں پر عیسائی اور یہودی قائم ہوئے عقلمند کی دانائی و علم۔ اکابر کا عدل و انصاف۔ اتقیا کی نیکوکاری و عبادت اور شجاعون کی ہمت و شجاعت سے۔

علم و کمال صرف ایک طبقہ پر محدود نہ تھا۔ سلطنت قرطبہ اور اور بعد ازاں سلطنت غرناطہ میں بیشمار خواتین اسقدر اعلیٰ تعلیم یافتہ گذری ہیں کہ ابتک اس سرزمین کو انکے وجود پر فخر ہے۔ ہسپانیہ کی مسلمان عورتیں شعر و سخن ہی میں نہیں۔ بلکہ فقہ۔ الہیات اور ریاضی میں بھی انہیں بڑا کمال تھا۔ اندلسی مسلمان موسیقی کی بڑی شائق تھے حتیٰ کہ قدیم المباحثین لکھتے ہیں کہ سائنس اور فن موسیقی میں بھی کمال پیدا کرنیکو ضروری سمجھتے تھے۔ مشہور لوگوں یا (ابن باجہ) نامور طبیب فلسفی ریاضی دان اور ماہر علم ہیئت و ہندسہ ہی نہ تھا۔ بلکہ کامل موسیقی دان بھی۔ مصوری و سنگتراشی سے گو مسلمان عموماً متنفر سمجھے گئے ہیں لیکن خلفا بعد اسکے خلفاء قرطبہ بھی مصوری و نقش نگار کے گرم شیدائی تھے حتیٰ کہ ایک بادشاہ تو یہاں تک بڑھ گیا کہ اسنے اپنی پیاری بیگم کی سنگین مورت تیار کرا کر محل کے دروازہ پر نصب کرائی اہالی قرطبہ کے شوق علم کا اسسے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بقول ابن خلدون شہر میں بیشمار کتب خانے موجود تھے۔ اور خواہ کوئی امیر کیسا ہی بے علم کیوں نہ ہو وہ محض اس نمود کیلئے کہ اسکے پاس قیمتی کتب کا بیشمار ذخیرہ موجود ہے۔ کتابیں جمع کر نیمیں کمال سعی کرتا تھا۔ قرطبہ میں اسکے زمانہ عروج میں ۸۳۰ سو مساجد ۶۳ ہزار محل و قصر۔ دو لاکھ مکانات عام باشندوں کی رہائش کے سات سو حمام۔ اور اسی ہزار دوکانیں بیشمار ہوٹلوں اور سراؤں کے علاوہ موجود تھیں جرمنی تک سے علم کے شائق وہاں دوڑے چلے آتے تھے۔ چنانچہ اس زمانہ کی ایک جرمن راہبہ ہروسوتھا کا قول ہے کہ قرطبہ اس دنیا کی زینت ہے۔ اس زمانہ میں قرطبہ کی آبادی دس لاکھ تھی۔ آج ارمین ۵۰۳۰ ہزار خستہ حال انسان آباد ہیں۔ قرطبہ علم و ہنر۔ صنعت و تجارت کا ہی مخزن و منبع نہ تھا۔ بلکہ شہامت کا بھی اصل وطن و مولد وہی ہے۔ شہامت گو عربوں کے رگ و پے میں ساری اور انکا طبعی خاصہ ہے۔ مگر اسکے ضوابط و قواعد سرزمین ہسپانیہ ہی میں ناصر اور حکم کے عہد میں مرتب ہوئے۔ اور وہیں اسکو مہذبانہ جلا اور رونق حاصل ہوئی۔ قرطبہ کے بعد غرناطہ نے بھی اس ترکہ کو آخر وقت تک عقیدتمام سنبھال رکھا۔ ایک فرنچ مورخ لکھتا ہے۔ کہ شہانہ خیالات کو اسی زمانہ میں نشو و نما ہوئی اور انہی دلوں بنی انسان کی کمزور جنس یا طبقہ اناث کی ادب و احترام اور حفاظت کا شریفانہ خیال شہامت کے فرائض میں شامل ہوا۔ ایک اور عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ وہ جس شہامت پر پچھلے دنوں یورپ کو اتنا بڑا فخر تھا۔ ناصر حکم اور منصور کے زمانہ میں وہ مسلمانوں کا معمولی شعار ہو رہی تھی۔ اندلس کے مختلف شہروں اسلامی حکومت کے حفظ و امان کی عام کفالت کی پناہ میں مسلمان شہسوار دشمنوں سے زور آزمائی کرنیکیلئے بخوف و خطر ہسپانیہ میں پہنچے ہوئے اور معشوقوں کے نام پر سواروں کے معرکوں میں داخل ہوئے کی قدیم رسم متروک ہو گئی۔ اور اب شہسوار اپنی معشوقہ کی کوئی نشانی خود آئینہ پر لگا کر مردانہ وار سائنے مقابلہ میں داخل ہوتے۔ اکثر عرب خواتین ہی جہرہ کرنا میں ۔۔۔ وہاں انکا اظہار بھی ۔۔۔ انکی موجودگی مجالس میں مردوں کی حرکات و سکنات کی شائستگی و پاکیزگی پر ایسا نیک اثر ڈالتی کہ ہم سوقت اسکا کچھ تصور بھی قیاس ۔۔۔

رسید آمدنی مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

یکم اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جماعت احمدیہ سامانہ معرفت مولوی محمد اکرم صاحب للعہ
۲۔ میاں عبدالرشید صاحب سنام ریاست پٹیالہ ۔
۳۔ جماعت امروہہ معرفت میاں عبدالسمیع صاحب ۔
۴۔ میاں امیر حسین خانصاحب ۔۔۔ صہ

۲ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جناب خلیفہ نور الدین صاحب جموں
۲۔ چودہری اللہ داد صاحب ہیڈ کلرک دفتر میگزین قادیان ۱۲ر

۳ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں اللہ دتہ ۔۔۔ شاہدرہ ضلع لاہور ۔
۲۔ چودہری غلام احمد صاحب کریام ضلع ۔۔۔
۳۔ بابو علی بخش صاحب سب اوورسیر ۔۔۔
۴۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرا افریقہ
۵۔ شیخ علی محمد صاحب ڈنگہ
۶۔ مولوی ابو الحسن صاحب سنگھیر ۔۔۔
۷۔ ۔۔۔ بابت جماعت مندران للعہ
۸۔ ۔۔۔ بابت مولوی جند وڈ ۔۔۔

۵ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ سید ناصر شاہ صاحب سب ڈویژنل ۔۔۔
۲۔ میاں نیاز اللہ صاحب ملازم ۔۔۔
۳۔ خواجہ کمال الدین صاحب بلیڈر لاہور
۴۔ میاں عبد اللہ خان ملازم راجہ عطا محمد خانصاحب ۔۔۔ عصہ

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ چودہری ۔۔۔ کورٹ انسپکٹر انبالہ صہ
۲۔ منشی مولا بخش صاحب ۔۔۔ لاہور عصہ
۳۔ میاں غلام رسول صاحب ۔۔۔
۴۔ مرزا محمد شفیع صاحب ۔۔۔ اسمٰعیل خان صہ

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی محمد حسین صاحب ۔۔۔ سیالکوٹ عصہ
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان
۳۔ منشی فتح الدین ۔۔۔ جلال پور ۔۔۔

۱۰ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن ۔۔۔ عصہ
۲۔ میاں سلطان محمد صاحب ۔۔۔ ضلع ملتان
۳۔ مولوی ۔۔۔
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ میاں احمد علی صاحب برادر جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے
۲۔ جماعت ۔۔۔ معرفت میاں ۔۔۔ صاحب
۳۔ منشی محمد مقبول صاحب میر منشی ۔۔۔ لکھنؤ
۴۔ جماعت ۔۔۔ معرفت میاں رحمت اللہ صاحب
۵۔ میاں شاہدین صاحب ۔۔۔ ضلع ہوشیارپور ۱۱ر

۶۔ حکیم محمد عمر خان صاحب فیروز پور
۷۔ جناب زین الدین محمد ابراہیم صاحب بمبئی
۸۔ منشی عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر ۔۔۔

۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ منشی غلام سرور خانصاحب ۔۔۔
۲۔ جماعت امرتسر
۳۔ ابو سعید صاحب عرب قادیان دارالامان ۵ر
۴۔ میاں چراغ الدین صاحب قادیان ۸ر
۵۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی ۱۰ر
۶۔ میاں رمضان محمد بخش و رحمت علی ۔۔۔
۷۔ میاں شیخ محمد فضل احمد چراغ الدین ۔۔۔

۱۲ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ مرزا غلام اللہ صاحب احمدی قادیان
۲۔ شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور
۳۔ ۔۔۔ نامعلوم الاسم عصہ
۴۔ منشی غلام محمد صاحب محرر میگزین قادیان ۸ر
۵۔ منشی حسین بخش صاحب نائب مدرس ۔۔۔
۶۔ میاں عنایت اللہ صاحب جماعت ۔۔۔ للعہ
۷۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

۱۳ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ حکیم محمد حسین صاحب ۔۔۔ ضلع دہلی
۲۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۳۔ حاجی رحمت اللہ صاحب لاہور
۴۔ عبد الرحیم صاحب محرر کمیٹی منتظمہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۵۔ عطار ۔۔۔

۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۲۔ سید امیر علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ ۸ر
۳۔ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے قادیان
۴۔ حکیم فضل الدین صاحب قادیان
۵۔ میاں ۔۔۔ میگزین ۔۔۔ عصہ
۶۔ مولوی قطب الدین صاحب حکیم ۔۔۔
۷۔ میاں منظور محمد صاحب ۔۔۔
۸۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب عصہ
۹۔ جناب مولوی شیر علی صاحب بی اے
۱۰۔ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب عصہ
۱۱۔ میاں منظور علی صاحب ۱۱ر
۱۲۔ جناب حضرت حکیم الامۃ صاحب ۔۔۔ سیکرٹری مدرسہ
۱۳۔ بابو غلام حسن صاحب اسٹیشن ماسٹر ۔۔۔
۱۴۔ منشی عبد العزیز صاحب سیکھواں

۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء

۱۔ جمال الدین خیر الدین۔ امام الدین سیکھواں عہ
۲۔ چودہری حاکم علی صاحب چک پنیار ضلع گجرات

۳۔ جماعت شاہجہانپور معرفت سید محمد قاسم صاحب ۔
۴۔ ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
۵۔ چودہری غلام قادر صاحب ۔۔۔ ضلع ہوشیارپور للعہ
۶۔ میاں فضل الرحمن صاحب ہیلاں ضلع گجرات صہ
۷۔ ڈاکٹر سید جلال صاحب بربرہ افریقہ
۸۔ میاں حسن علی صاحب ۔۔۔ لاہور
۹۔ منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر ۔۔۔
۱۰۔ مولوی محمد فاضل صاحب ۔۔۔
۱۱۔ بابو گلاب خانصاحب ۔۔۔ راولپنڈی عہ
۱۲۔ شیخ ضیاء الدین صاحب مانسہرہ ۸ر

میزان ۔۔۔



اعلیٰ درجہ کا مقوی اور مصفیٰ سار سا پریلا یعنی عجیب و غریب چار جوہر ۔ للّٰہی احمی مصفیات خون اور بدن کا مجموعہ ہر ایک جیار جوہر کی چاروں شیشی کی دوائیں بگڑے ہوئے خون کو نہایت صاف کر کے تمام جلدی اور خونی بیماریوں کو جڑ سے دفع کر دیتی اور سستے ہیں تاب ہر طرح کی طاقت بخشتی ہیں چار سو چار دوا کا سٹ اور جوہر شیشی ۳۲ خوراک چار شیشیوں میں ۳۲ خوراک جو ۳۲ روز کی استعمال ہے

[illegible]

اکسیر حیات یعنی نمک نباتات

[illegible]

اور مضبوطی کیلئے اعلیٰ درجہ کا مقوی دندان و خوشبودار منجن

[illegible]

شیخ ولی محمد اینڈ کمپنی اکسیر ساز میڈیکل ہال قیم گنج شہر بنارس ۔ نوٹ [illegible]

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے ۔ بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہو گئی ۔ بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات منفعل سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی کی کارخانہ انجام دینگے شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم

محمد عبد اللہ سعد اللہ تاجران عطر قنوج

سچائی کا اظہار

[illegible]

المشتہر

حکیم سرفراز حسین و حکیم محمد حسین مالکان کارخانہ احمدیہ لب گڑھ ضلع دہلی

ایک نظر ادھر بھی

یہ کارخانہ عطر و تیل کا عرصہ دراز سے جاری ہے مفصل فہرست طلب کرنے سے روانہ ہوگی ۔ [illegible]

المشتہر

منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالک کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا ۔